ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ ---- دسمبر ۲۰۰۶ء

- سانحۂ باجوڑ، حقوقِ نسواں بل اور مجلس عمل کے استعفے
- حدود ترمیمی بل کیا ہے؟
- دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟

ایک شام ...... ''اردو نیوز'' جدہ کے نام

(سید محمد کفیل بخاری کی گفتگو)

اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں

بدنصیب ہیں وہ علماء، وہ دینی جماعتیں اور ان کے سیاسی لیڈر جو اسلام کی بجائے جمہوریت کا نام لے کر پرچم اٹھاتے پھرے، قیادت کا راگ الاپتے رہے۔ آج وہ اپنی آنکھوں سے جمہوریت کا حشر دیکھ چکے۔ انہوں نے پہلے جمہوریت کے نام پر اسلام کو برباد کیا، پھر ڈکٹیٹرشپ آئی اور ڈکٹیٹرشپ کے بعد اب پھر جمہوریت کا راگ الاپا جا رہا ہے۔

آج سن لو! جب تک اسلام کو اسلام کے نام سے نہیں لایا جائے گا، اسلام نہیں آئے گا۔ اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں۔ کوئی کافرانہ جمہوریت، امریکی صدارتی نظام، کسی ماؤ، کسی لینن وسٹالن کا کفریہ نظام، سوشلزم اور کمیونزم' اسلام کو نہیں لا سکتا۔ اسلام اپنے نام سے آئے گا اور کفر اپنے نام سے۔ جب تک اس سیاسی ناٹک اور فریب کا پردہ چاک نہیں کیا جائے گا' یہ مغالطہ ختم نہیں کیا جائے گا۔ مداریوں کی پٹاریوں کو کھول کر عوام کے سامنے عریاں نہیں کیا جائے گا، جب تک آپ کی قوت فکر و عمل ایک نہیں ہوگی۔ تمام مکاتب فکر اسلام کے دستور پر اکٹھے نہیں ہوں گے' اسلام نہیں آئے گا۔

آپ لکھ رکھیں! آپ کی مساجد باقی نہیں چھوڑی جائیں گی، مدارس چھین لیے جائیں گے، بخارا، تاشقند کی یاد تازہ کرنے کا پروگرام آؤٹ ہو چکا ہے، مولویوں کی لاشیں حجروں سے برآمد کی جائیں گی۔ سب کچھ دھیرے دھیرے لایا جا رہا ہے، جنہوں نے نہیں سنا وہ سن لیں اور جو سن کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں، وہ سوچ لیں! ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کل اگر تم پر کوئی مصیبت اور عتاب آیا تو ہم جس طرح پہلے اس مسئلہ میں پاک دامن تھے آئندہ بھی ہمارا دامن ان اعتراضات سے پاک ہوگا۔

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

خطاب شرکاءِ جلوس، احرار کانفرنس چنیوٹ، ۲۴ر مارچ ۱۹۷۲ء

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 17 شمارہ 12 ذوالقعدہ 1427ھ — دسمبر 2006ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد —————

سیّد الاحرار حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی —————

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —————

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول —————

سیّد محمد کفیل بخاری

معاون مدیر —————

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رُفقائے فکر —————

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سیّد یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر —————

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر —————

محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات:	سانحہ باجوڑ، حقوقِ نسواں بل اور مجلس عمل کے استعفے	مدیر	2
شاعری:	تضمین بر مصرعۂ اقبال	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	4
〃	گلو بل حمد	پروفیسر عنایت علی خان	5
〃	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	6
افکار:	حدود ترمیمی بل کیا ہے؟	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	7
〃	دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟	سید محمد معاویہ بخاری	15
شخصیات:	سید عطاء المحسن بخاریؒ سے میرے تعلقات (آخری قسط)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	19
〃	حضرت سید نفیس الحسینی کی خدمت میں حاضری	عبداللطیف خالد چیمہ	27
〃	چند علمی وادبی شخصیات	مولانا مجاہد الحسینی	29
گفتگو:	ایک شام..... ''اردو نیوز'' جدہ کے نام (سید محمد کفیل بخاری کی گفتگو)	عبدالرؤف طاہر (جدہ)	33
سرگزشت:	ملا عبدالسلام ضعیف کی سرگزشت (تیسری قسط)	ترجمہ وتلخیص: فدا محمد عدیل	37
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	46
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	محمد عمر فاروق	51
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	54
اشاریہ:	نقیب ختم نبوت سال ۲۰۰۶ء	محمد الیاس میراں پوری	55

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	150 روپے
بیرون ملک	1000 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس: majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan) ☎061-4511961

ل کی بات

سانحۂ باجوڑ، حقوقِ نسواں بل اور مجلس عمل کے استعفے

وطن عزیز پاکستان اِس وقت تاریخ کے بدترین بحران کی زد میں ہے۔ گزشتہ ماہ سرحدی علاقے باجوڑ ایجنسی کے ایک دینی مدرسے ضیاء العلوم پر بمباری کر کے مدرسہ کے مہتمم مولوی لیاقت سمیت ۸۳ طلباء شہید کر دیئے گئے۔ جو زیادہ تر دس سے پندرہ سال کی عمر کے معصوم طلباء تھے۔ ان میں کچھ وضو بنا رہے تھے، کچھ تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے اور کچھ شوال کے روزے رکھنے کے لیے سحری کی تیاری میں مصروف تھے۔ پاکستان کے روشن خیال اور امن کے داعی حکمرانوں کا کہنا ہے کہ بمباری پاک فوج نے کی۔ کیونکہ مدرسہ میں طلباء کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی تھی۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ القاعدہ رہنما ایمن الظواہری بھی وہاں موجود ہیں جو بعد میں غلط ثابت ہوئی۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ بمباری امریکی طیارے نے کی اور پاکستانی ہیلی کاپٹروں نے پندرہ بیس منٹ بعد ارد گرد کی پہاڑیوں پر بمباری کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ کارروائی پاک فوج نے کی ہے۔ ادھر امریکی صحافی ایلیکس ڈی بیٹ نے اے بی سی نیوز میں انکشاف کیا کہ باجوڑ حملہ بغیر پائلٹ امریکی طیارے سے کیا گیا۔ اس سے قبل بھی ۱۳ ؍جنوری ۲۰۰۶ء کو باجوڑ ایجنسی کے گاؤں ڈمہ ڈولا پر امریکہ بمباری کر چکا ہے، جس سے درجنوں بے گناہ شہید ہو گئے تھے۔ پاکستان میں امریکی دہشت گردی کی یہ دوسری بدترین کارروائی ہے جسے روشن خیال حکمرانوں نے اپنے سر لے لیا ہے۔

صدر پرویز مشرف نے شیخو پورہ میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’مولوی لیاقت ہمارا ہدف تھا، ہم مولوی فقیر کو بھی نہیں چھوڑیں گے، باجوڑ مدرسہ میں دہشت گردی کی تربیت دی جا رہی تھی۔‘‘ حیرت ہے کہ جناب صدر مولوی لیاقت اور ۸۳ معصوم طلباء کے قتل کا اعتراف کر رہے ہیں اور مولوی فقیر محمد کو قتل کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

وزیر خارجہ خورشید قصوری نے ایوان میں فرمایا کہ ’’ہم حملہ نہ کرتے تو امریکہ حملہ کر دیتا۔ ہم نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا تو وہ پاکستان کو عراق اور افغانستان بنا دے گا۔‘‘ دوسرا فرمان یہ جاری کیا کہ ’’پاکستان ایک خود مختار ایٹمی ملک ہے۔ ہم اپنے فیصلے خود کرتے ہیں، امریکہ سے ڈکٹیشن نہیں لیتے۔‘‘

اُدھر برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کے دورۂ پاکستان کے موقع پر صدر پرویز نے ایک برطانوی شہری مرزا طاہر جسے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی کو رہا کر کے برطانیہ بھیج دیا۔ صدر پرویز کے عہدِ اقتدار میں یہ پہلا سزا یافتہ قاتل ہے جس کی سزا انہوں نے معاف کی ہے۔ ہم کتنے خود مختار ہیں اور کونسے فیصلے خود کرتے ہیں؟ اس کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

آثار وقرائن سے ظاہر ہے کہ صدر پرویز مکافاتِ عمل کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ اس سے نکلنے اور واپسی کا راستہ تلاش کررہے ہیں۔ ٹونی بلیئر کی پاکستان آمد کے موقع پر مشترکہ پریس بریفنگ میں جب ایک غیرملکی صحافی نے صدر پرویز سے افغانستان کے حوالے سے مزید تعاون کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ ''وانا آپریشن میں پاکستانی فوج کے ۶۰۰ جوان مارے جاچکے ہیں۔ اب اور کیا تعاون چاہتے ہو۔'' صدر پرویز نے یہ بھی کہا کہ ''طالبان کے مسئلے کا حل جنگ نہیں۔'' یہ اپنی ناکام پالیسیوں کی شکست اور طالبان کی استقامت واولوالعزمی کا برملا اعتراف ہے۔ امریکہ بہادر نے افغانستان کے مسلمانوں کے خلاف ہماری مسلمان فوج کو استعمال کیا اور ایٹمی ری ایکٹر دینے کا معاہدہ بھارت کے ساتھ کیا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی امریکہ نے پاکستان کے ساتھ دغا کیا تھا۔ باجوڑ حملے کے چند روز بعد درگئی کے فوجی کیمپ پر حملہ ہوا جس کے نتیجے میں ۴۰ جوان جاں بحق ہوگئے۔ ہمارے نزدیک دونوں کارروائیاں دہشت گردی کی بدترین مثال ہیں، دونوں کا مجرم ایک ہے۔ محبِّ وطن فوج، امن معاہدے کرنے والے اپنے قبائلی مسلمان بھائیوں کو قتل نہیں کرسکتی۔ عالمی میڈیا اور عینی شاہد مقامی لوگوں کی گواہی نے سانحۂ باجوڑ کے اصل مجرموں کو ننگا کردیا ہے۔

روشن خیال حکمرانوں نے اپنی خفت مٹانے اور دورۂ امریکہ میں مسٹر بش سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے تحفظ نسواں بل قومی اسمبلی اور سینٹ سے منظور کرالیا ہے۔ ق لیگ، پیپلز پارٹی اور قوم پرست جماعتوں نے اس کی حمایت کی ہے جبکہ مجلس عمل اور ن لیگ نے سخت مخالفت کی ہے۔ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن نے اسمبلی سے استعفے دینے کا اعلان کیا ہے۔ سرحد کے سینئر وزیر سراج الحق، ہارون الرشید، حافظ حسین احمد اور بعض دیگر ارکان نے اپنے استعفے قائد حزب اختلاف کو پیش کردیئے ہیں۔ حدود آرڈیننس کے خاتمے اور نسواں بل کے پاس ہونے سے اب زنا قابل دست اندازئ پولیس جرم نہیں رہا۔ زنا کی شکایت عدالت میں لے کر جائیں، دو گواہ ساتھ لائیں پھر انہیں قائم بھی رکھیں، عدالت کی مرضی ہے کہ مقدمہ درج کرنے کا حکم صادر کرے یا فریادی کو مجرم بنا کر اس پر قذف کا مقدمہ قائم کردے۔ یہ روشن خیال حکمرانوں کی طرف سے پاکستان کو مکمل طور پر لادین ریاست بنانے اور سیکس فری معاشرہ قائم کرنے کا ذلیل ترین اقدام ہے۔ کسی اور سے کیا گلہ کریں کم از کم چودھری شجاعت حسین کو ہی سوچنا چاہیے تھا کہ وہ علماء کمیٹی کے سامنے نسواں بل میں غیر اسلامی شقوں کی موجودگی کا اعتراف بھی کرچکے ہیں۔

امید ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت استعفوں کے فیصلے پر قائم رہے گی۔ انہیں اب باہر نکلنا ہوگا۔ قوم اُن کی منتظر ہے۔ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ انہیں اب قوم کو مایوس نہیں کرنا چاہیے۔ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن نے ایک طرف صدر پرویز کے تمام اقدامات کو درست قرار دیا ہے تو دوسری طرف نسواں بل کی حمایت کرکے ڈیل کی عملی تصدیق کردی ہے۔ نواز شریف صاحب کو بھی ''چانن'' ہوگیا ہے اور ''میثاق جمہوریت'' سمجھ آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید عقل عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی
(اسلام آباد)

تضمین بر مصرعۂ اقبالؒ

کہا ہے جس کو نبی نے بہشت کی قیمت ہے روحِ کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ
یہی ہے دین کی جاں لا الٰہ الا اللہ لذیذ تر بہ لساں لا الٰہ الا اللہ
ہے کی عطا میرے مالک نے سرمدی دولت
کہاں ہوں میں و کہاں لا الٰہ الا اللہ

اِسی کے داعی سبھی انبیاء و تمام رسول یہ گونجتا ہی رہا تمام عالم میں
بھرا ہے جس سے قرآں لا الٰہ الا اللہ گو ہو کوئی بھی زماں لا الٰہ الا اللہ
یہ ذکرِ افضل و حصنِ الٰہ و پاک شجر
فضیلتوں کا جہاں لا الٰہ الا اللہ

ہے ابتدا بھی یہی اور انتہا بھی یہی نہ خوف و حزن ہو کوئی، نہ کوئی رنج و ملال
جہاں بھی جاؤ وہاں لا الٰہ الا اللہ اگر ہو دل میں ہر آں لا الٰہ الا اللہ
اِک آرزو ہے کہ جب دم مرا نکلتا ہو
یہی ہو وردِ زباں لا الٰہ الا اللہ

خدا کرے جو عطا دیدہ و دلِ بینا میرے گناہوں کا پلڑا ہوا میں جا ٹھہرا
ہر ایک شے سے عیاں لا الٰہ الا اللہ مقابل آیا جہاں لا الٰہ الا اللہ
سعید کتنی یہ مجلس ہے امتیاز کے یاں
ہے وردِ پیر و جواں لا الٰہ الا اللہ

☆☆☆

پروفیسر عنایت علی خاں

یا حافظ امریکہ، یا ناصر امریکہ
(گلوبل حمد)

یا حافظ امریکہ ، یا ناصر امریکہ
ہیں تیرے ثنا خواں ہم اور تابع فرماں ہم
تھامے ہیں عقیدت سے عظمت کا تری پرچم
اک تُو جو ہمارا ہے پھر ہم کو بھلا کیا غم
ہر دکھ کی دوا تُو ہے ہر زخم کا تُو مرہم
پھیری جو نظر تُو نے' جائیں گے وہیں مر ہم
تُو حافظِ کل عالم ، تُو ناصرِ کل عالم
امریکہ و امریکہ ' ہے وردِ زباں ہر دم
یا حافظ و امریکہ یا ناصر امریکہ
دنیا میں فقط سچا اک تیرا سہارا ہے
ہر رنج و مصیبت میں بس تجھ کو پکارا ہے
تجھ پر دل و جاں کیا ' ایمان بھی وارا ہے
ہر دوست ترا ہم کو' جی جان سے پیارا ہے
جو بھی ترا دشمن ہے ، دشمن وہ ہمارا ہے
تیری ہی عطاؤں پر اب اپنا گزارا ہے
دلوائے کسی سے بھی ' رازق تُو ہمارا ہے
یا رازق و امریکہ یا رازق امریکہ
جو تیری طلب ہو گی ہم اس سے سوا دیں گے
اک تیرے اشارے پر' ہم جان لڑا دیں گے
پیاروں کو کٹا دیں گے' خوابوں کو سلا دیں گے
خود اپنے نشیمن کو ہم آگ لگا دیں گے
پھر آگ کے شعلوں کو ڈالر کی ہوا دیں گے
یوں شانِ وفاداری ' دنیا کو دکھا دیں گے
یا حافظ امریکہ ، یا ناصر امریکہ

پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

لطف و عطا وہ شہرِ ستمگر میں اب کہاں
سوزِ دروں کلام سخن ور میں اب کہاں
آنگن میں میرے دل کے کب اُترا ہے کوئی چاند
ہیں کہکشائیں میرے مقدر میں اب کہاں
اب رہنمائی میں نہیں اخلاص کی کرن
فکر و نظر کی وسعتیں رہبر میں اب کہاں
ملتی ہے دل کو تازگی جو تیرے قرب سے
کونپل میں، گل میں، شاخِ گلِ تر میں اب کہاں
گل کی صباحتوں سے تہی ہے چمن چمن
وہ دلکشی، وہ تازگی منظر میں اب کہاں
دَر چاہتوں کا بند ہے ہر سُو ہیں نفرتیں
ساماں محبتوں کا میرے گھر میں اب کہاں
نکتہ بہ نکتہ تیرا سخن، تیری گفتگو
حسنِ تکلم ایسا، دیدہ ور میں اب کہاں
ہر اک بدن ہی جل اُٹھا بادِ سموم میں
تازہ ہوائیں میرے مستقر میں اب کہاں
میں پَر بُریدہ خیمۂ خواہش میں معتکف
پرواز کا وہ شوق بال و پر میں اب کہاں
نَے دلربائی حسن میں نَے عشق میں تپش
وہ لطف حسن و عشق کے مظہر میں اب کہاں
خالدؔ میرے خمیر میں خوشبوئے ظرف ہے
کوئی خیالِ خام میرے سر میں اب کہاں

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی*

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

حال ہی میں ''تحفظ خواتین'' کے نام سے قومی اسمبلی میں جو بل منظور کرایا گیا ہے' اس کے قانونی مضمرات سے تو وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو قانونی باریکیوں کا فہم رکھتے ہوں لیکن عوام کے سامنے اس کی جو تصویر پیش کی جارہی ہے' وہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس نے خواتین پر جو بے پناہ مظالم توڑ رکھتے تھے' اس بل نے ان کا مداوا کیا ہے اور اس سے نہ جانے کتنی ستم رسیدہ خواتین کو سکھ چین نصیب ہوگا۔ یہ دعویٰ بھی کیا جارہا ہے کہ اس بل میں کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے۔

آیئے ذرا سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ یہ دیکھیں کہ اس بل کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟ وہ کس حد تک ان دعوؤں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ پورے بل کا جائزہ لیا جائے تو اس بل کی جوہری Substantive باتیں صرف دو ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر کی جو سزا قرآن وسنت نے مقرر فرمائی ہے اور جسے اصطلاح میں ''حد'' کہتے ہیں' اسے اس بل میں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی رو سے زنا بالجبر کی کسی بھی حالت میں شرعی سزا نہیں دی جاسکتی بلکہ اسے ہر حالت میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں جس جرم کو زنا موجب تعزیر کہا گیا تھا' اسے اب ''فحاشی'' Lewdness کا نام دے کر اس کی سزا کم کر دی گئی ہے اور اس کے ثبوت کو مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔

اب ان دونوں جوہری باتوں پر ایک ایک کر کے غور کرتے ہیں:

زنا بالجبر کی شرعی سزا (حد) کو بالکلیہ ختم کر دینا قرآن وسنت کے احکام کی خلاف ورزی ہے لیکن کہا یہ جارہا ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد مقرر کی ہے' وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی ہے جب زنا کا ارتکاب مرد وعورت نے باہمی رضامندی سے کیا ہو لیکن جہاں کسی مجرم نے کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کیا ہو۔ اس پر قرآن وسنت نے کوئی حد عائد نہیں کی۔ آیئے پہلے یہ دیکھیں کہ یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟

(۱) قرآن کریم نے سورۃ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے:

الزانیة والزانی فاجلد وا کل واحد منهما مائة جلدة

''جو عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے' ان میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ۔'' (النور:۲)

اس آیت میں ''زنا'' کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے۔ اس میں رضامندی سے کیا ہوا زنا بھی داخل ہے اور زبردستی کیا ہوا زنا بھی بلکہ یہ عقلِ عام Common Sense کی بات ہے کہ زنا بالجبر کا جرم رضامندی سے کیے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ لہٰذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہورہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا۔

* سابق جج شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ

اگرچہ اس آیت میں ''زنا کرنے والی عورت'' کا بھی ذکر ہے لیکن خود سورۃ نور ہی میں آگے چل کر ان خواتین کو سزا سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے جن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم

''اور جو اِن خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ اِن کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔''

اس سے واضح ہو گیا کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو اُسے سزا نہیں دی جاسکتی۔ البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے اُس کے بارے میں زنا کی وہ حد جو سورۃ نور کی آیت نمبر۲ میں بیان کی گئی تھی، پوری طرح نافذ رہے گی۔

(۲) ۱۰۰ کوڑوں کی مذکورہ بالا سزا غیر شادی شدہ اشخاص کے لیے ہے، سنت متواترہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر مجرم شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور حضور نبی اکرم ﷺ نے سنگساری کی یہ حد جس طرح رضامندی سے کئے ہوئے زنا پر جاری فرمائی، اسی طرح زنا بالجبر کے مرتکب پر بھی جاری فرمائی۔

چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلی۔ راستے میں ایک شخص نے اس سے زبردستی زنا کا ارتکاب کیا۔ اس عورت نے شور مچایا تو وہ بھاگ گیا۔ بعد میں اس شخص نے اعتراف کر لیا کہ اس نے عورت کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا۔ اس پر آں حضرت ﷺ نے اس شخص پر حد جاری فرمائی اور عورت پر حد جاری نہیں کی۔

امام ترمذیؒ نے یہ حدیث اپنی جامع میں دو سندوں سے روایت کی ہے اور دوسری سند کو قابل اعتبار قرار دیا ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الحدود باب ۲۲ حدیث ۱۴۵۳، ۱۴۵۴)

لہٰذا قرآن کریم، سنت نبویہ علیٰ صاحبہا السلام اور خلفائے راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبہ کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضامندی کی صورت میں لازم ہے، اسی طرح زنا بالجبر کی صورت میں بھی لازم ہے اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن و سنت نے زنا کی جو حد (شرعی سزا) مقرر کی ہے، وہ صرف رضامندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے۔ جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈی نینس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آرہے ہیں۔ پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے اور جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتی تو الٹا اسی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہ بات ہے کہ عرصۂ دراز سے بے تکان دہرائی جارہی ہے اور اس شدت کے ساتھ دہرائی جارہی ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں اور یہی وہ بات ہے جسے صدر مملکت نے بھی اپنی نشری تقریر میں اس بل کی واحد وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔

جب کوئی بات پروپیگنڈے کے زور پر گلی گلی اتنی مشہور کر دی جائے کہ وہ بچہ بچہ کی زبان پر ہو تو اس کے خلاف کوئی بات کہنے والا عام نظروں میں دیوانہ معلوم ہوتا ہے لیکن جو حضرات انصاف کے ساتھ مسائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دل سوزی کے ساتھ دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہِ کرم پروپیگنڈے سے ہٹ کر میری آئندہ معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ میں خود پہلے وفاقی شرعی عدالت کے جج کی حیثیت سے اور پھر ۱۷سال تک سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ کے رکن کی حیثیت سے حدود آرڈیننس کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی براہِ راست سماعت کرتا رہا ہوں۔ اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ بھی ایسا نہیں آیا جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکی اور حدود آرڈیننس کے تحت ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا۔ یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لیے تھی لیکن اسی کے ساتھ دفعہ ۱۰ (۳) زنا بالجبر موجب تعزیر کے لیے رکھی گئی تھی جس میں چار گواہوں کی شرط نہیں تھی بلکہ اس میں جرم کا ثبوت کسی ایک گواہ، طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کار کی رپورٹ سے بھی ہوجاتا تھا۔ چنانچہ زنا بالجبر کے بیشتر مجرم اسی دفعہ کے تحت ہمیشہ سزایاب ہوتے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو مظلومہ چار گواہ نہیں لاسکی' اگر اسے کبھی سزا دی گئی ہو تو حدود آرڈیننس کی کون سی دفعہ کے تحت دی گئی ہوگی؟ اگر یہ کہا جائے کہ اسے قذف (یعنی زنا کی جھوٹی تہمت لگانے) پر سزا دی گئی تو قذف آرڈیننس کی دفعہ ۳ استثنیٰ نمبر۲ میں صاف صاف یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ جو شخص قانونی اتھارٹیز کے پاس زنا بالجبر کی شکایت لے کر جائے' اسے صرف اس بناء پر قذف میں سزا نہیں دی جاسکتی کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکا/کرسکی۔ کوئی عدالت ہوش وحواس میں رہتے ہوئے ایسی عورت کو سزا دے ہی نہیں سکتی، دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اسی عورت کو رضامندی سے زنا کرنے کی سزا دی جائے لیکن اگر کسی عدالت نے ایسا کیا ہو تو اس کی یہ وجہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خاتون چار گواہ نہیں لاسکی۔ بلکہ واحد ممکن وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ عدالت شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ عورت کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد پر یہ الزام عائد کرے کہ اس نے زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور بعد میں شہادتوں سے ثابت ہو کہ اس کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ رضامندی کے ساتھ اس عمل میں شریک ہوئی تو اسے سزایاب کرنا انصاف کے کسی تقاضے کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ عورت کو یقینی طور پر جھوٹا قرار دینے کے لیے کافی ثبوت عموماً موجود نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسی مثالیں بھی اِکا دُکا ہیں ورنہ ۹۹ فیصد مقدمات میں یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ عدالت کو اس بات پر اطمینان نہیں ہوتا کہ مرد کی طرف سے جبر ہوا ہے لیکن چونکہ عورت کی رضامندی کا کافی ثبوت بھی موجود نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسی صورت میں بھی عورت کو شک کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حدود آرڈیننس کے تحت پچھلے ۲۷ سال میں جو مقدمات ہوئے ہیں' ان کا جائزہ لے کر اس بات کی تصدیق آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ میرے علاوہ جن جج صاحبان نے یہ مقدمات سنے ہیں' ان سب کا تاثر بھی میں نے ہمیشہ یہی پایا کہ اس قسم کے مقدمات میں جہاں عورت کا کردار مشکوک ہو' تب بھی عورتوں کو سزا نہیں ہوتی، صرف مرد کو سزا ہوتی ہے۔

حدود آرڈیننس کے نفاذ کے وقت ہی سے یہ شور بکثرت مچتا رہا ہے کہ اس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزا ہو رہی ہے۔ اس لیے ایک امریکی اسکالر چارلس کینیڈی یہ شورسن کر ان مقدمات کا سروے کرنے کے لیے پاکستان آیا۔ اس نے حدود آرڈیننس کے مقدمات کا جائزہ لے کر اعداد وشمار جمع کیے اور اپنی تحقیق کے نتائج ایک رپورٹ میں پیش کیے جو شائع ہوچکی ہے۔ اس رپورٹ کے نتائج بھی مذکورہ بالا حقائق کے عین مطابق ہے۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

" Women Fearing conviction under section 10 (2) frequently bring carges of rape under 10 (3) against theur alleged partners, the FSC finding no

circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10 (2) the women is exonerated of any wrong doing due to reasonable double, rule "(Charles Cannedy: the status of women in Pakistan in Islamabad of Laws P.74)

''جن عورتوں کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجاتی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی ایسی قرائنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے۔ اس لیے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا) کی سزا دے دیتا ہے......اور عورت ''شک کے فائدے'' والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔''

یہ ایک غیر جانبدار غیر مسلم اسکالر کا مشاہدہ ہے جسے حدود آرڈیننس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور ان عورتوں سے متعلق ہے جنہوں نے بظاہر حالات رضامندی سے غلط کاری کا ارتکاب کیا اور گھر والوں کے دباؤ میں آ کر اپنے آشنا کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرایا۔ ان سے چار گواہوں کا نہیں، قرائنی شہادت (Circumstantial Evidence) کا مطالبہ کیا گیا اور وہ قرائنی شہادت بھی ایسی پیش نہ کر سکیں جس سے جبر کا عنصر ثابت ہو سکے۔ اس کے باوجود سزا صرف مرد کو ہوئی اور شک کے فائدے کی وجہ سے اس صورت میں بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔

لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کی رو سے زنا بالجبر کا شکار ہونیوالی عورت کو چار گواہ پیش نہ کرنے کی بنا پر اُلٹا سزایاب کیا جا سکے۔

البتہ یہ ممکن ہے اور شاید چند واقعات میں ایسا ہوا بھی ہو کہ مقدمے کے عدالت تک پہنچنے سے پہلے تفتیش کے مرحلے میں پولیس نے قانون کے خلاف کسی عورت کے ساتھ زیادتی کی ہو کہ وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی لیکن انہوں نے اسے زنا بالرضا میں گرفتار کر لیا۔ لیکن اس زیادتی کا حدود آرڈیننس کی کسی خامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس قسم کی زیادتیاں ہمارے ملک کی پولیس ہر قانون کی تنفیذ میں کرتی رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے قانون کو نہیں بدلا جاتا۔ ہیروئن رکھنا قانون جرم ہے مگر پولیس کتنے بے گناہوں کے سر ہیروئن ڈال کر انہیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہیروئن کی ممانعت کا قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

زنا بالجبر کی مظلوم عورتوں کے ساتھ اگر پولیس نے بعض صورتوں میں ایسی زیادتی کی بھی ہے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلوں کے ذریعے اس کا رستہ بند کیا ہے اور اگر بالفرض اب بھی ایسا کوئی خطرہ موجود ہو تو ایسا قانون بنایا جا سکتا ہے۔ جس کی رو سے یہ طے کر دیا جائے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کا آخری فیصلہ ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار نہیں کیا جا سکتا اور جو شخص ایسی مظلومہ کو گرفتار کرے، اسے قرار واقعی سزا دینے کا قانون بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کی بنا پر ''زنا بالجبر'' کی حدِ شرعی کو ختم کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

لہٰذا زیرِ نظر بل میں زنا بالجبر کی حدِ شرعی کو جس طرح بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کے واضح طور پر خلاف ہے اور اس کا خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

زیرِ نظر بل کی دوسری اہم بات ان دفعات سے متعلق ہے جو فحاشی کے عنوان سے بل میں شامل کی گئی ہیں۔ حدود

آرڈیننس میں احکام یہ تھے کہ اگر زنا پر شرعی اصول کے مطابق چار گواہ موجود ہوں تو آرڈیننس کی دفعہ ۵ کے تحت زنا بالرضا کی حد شرعی تو باقی رکھی گئی ہے جس کے لیے چار گواہ شرط ہیں لیکن بل کی دفعہ ۸ کے ذریعے اسے ناقابل دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر یہ ضروری قرار دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص چار گواہوں کو ساتھ لے کر عدالت میں شکایت درج کرائے۔ پولیس میں اس کی ایف آئی آر درج نہیں کی جاسکتی اور اس طرح زنا قابلِ حد ثابت کرنے کے طریقے کار کو مزید دشوار بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح چار گواہوں کی غیر موجودگی میں زنا کی جو تعزیری سزا حدود آرڈیننس میں تھی اس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں:

(۱) حدود آرڈیننس میں اس جرم کو ''زنا موجب تعزیر'' کہا گیا تھا۔ اب زیر نظر بل میں اس کا نام بدل کر ''فحاشی'' (Lewdness) کر دیا گیا ہے۔ یہ تبدیلی بالکل درست اور قابل خیر مقدم ہے کیونکہ قرآن وسنت کی رو سے چار گواہوں کی غیر موجودگی میں کسی کے جرم کو زنا قرار دینا مشکل تھا۔ البتہ اسے ''زنا'' سے کم تر کوئی نام دینا چاہیے تھا۔ حدود آرڈیننس میں یہ کمزوری پائی جاتی تھی جسے دور کرنے کی سفارش علماء کمیٹی نے بھی کی تھی۔

(۲) حدود آرڈیننس میں اس جرم کی سزا دس سال تک ہوسکتی تھی۔ بل میں اسے گھٹا کر پانچ سال تک کر دیا گیا ہے۔ بہر حال! چونکہ یہ تعزیر ہے۔ اس لیے اس تبدیلی کو بھی قرآن وسنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

(۳) حدود آرڈیننس کے تحت ''زنا'' ایک قابل دست اندازیٔ پولیس (Cognizable) جرم تھا۔ زیر نظر بل میں اسے ناقابل دست اندازیٔ پولیس جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس جرم کی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کرائی جاسکتی۔ بلکہ اس کی شکایت (Complaint) عدالت میں کرنی ہوگی اور شکایت کے وقت دو عینی گواہ ساتھ لے جانے ہوں گے جن کا بیان حلفی عدالت فوراً قلم بند کرے گی۔ اس کے بعد اگر عدالت کو یہ اندازہ ہو کہ مزید کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود ہے تو وہ ملزم کو سمن جاری کرے گی اور آئندہ کارروائی میں ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لیے ذاتی مچلکہ کے سوا کوئی ضمانت طلب نہیں کرے گی اور اگر اندازہ ہو کہ کارروائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے تو مقدمہ اسی وقت خارج کر دے گی۔

اس طرح ''فحاشی'' کے جرم کو ثابت کرنا اتنا دشوار بنا دیا گیا ہے کہ اس کے تحت کسی کو سزا ہونا عملاً بہت مشکل ہے۔

اوّل تو اسلامی احکام کے تحت زنا اور فحاشی کا جرم معاشرے اور اسٹیٹ کے خلاف جرم ہے۔ محض کسی فرد کے خلاف نہیں، اس لیے اسے قابل دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہیے۔ بلاشبہ اس جرم کو قابل دست اندازیٔ پولیس قرار دیتے وقت یہ پہلو ضرور مدنظر رہنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں پولیس کا جو کردار رہا ہے، اس میں وہ بے گناہ جوڑوں کو جا بجا ہراساں نہ کرے۔ اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے متعدد فیصلے موجود ہیں جن کے بعد یہ خطرہ بڑی حد تک کم ہو گیا تھا اور ۲۷ سال تک یہ جرم قابل دست اندازیٔ پولیس رہا ہے اور اس دوران اس جرم کی بنا پر لوگوں کو ہراساں کرنے کے واقعات بہت ہی کم ہوئے ہیں لیکن اس خطرے کا مزید سدباب کرنے کے لیے یہ کیا جاسکتا تھا کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے کا کوئی پولیس آفیسر کرے اور عدالت کے حکم کے بغیر کسی کو گرفتار نہ کیا جائے۔ ان اقدامات سے یہ رہا سہا خطرہ ختم ہوسکتا تھا۔

دوسرے شکایت کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرنا کہ وہ فوراً حد کی صورت میں چار اور فحاشی کی صورت میں دو عینی گواہ لے کر آئے۔ ہمارے فوجداری قانون کے نظام میں بالکل نرالی مثال ہے۔ ہمارے پورے نظام شہادت میں حدود کے سوا کسی بھی مقدمے یا جرم کے ثبوت کے لیے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں ہے بلکہ کسی چشم دید گواہ کے بغیر صرف قرائنی شہادت

(Circumstantial Evidence) پر بھی فیصلے ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ زیرنظر جرم میں طبی معائنے اور کیمیائی تجزیہ کی رپورٹیں شہادت کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں ۔تعزیر کسی ایک قابل اعتماد گواہ پر ہے اور حدود آرڈیننس میں صرف زنا بالرضا موجب حد کا جرم باقی رہ گیا ہے ۔لہٰذا اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی مرد پر زنا موجب حد کا الزام ہو لیکن شہادتوں کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ مرد نے عورت پر زبردستی کی تھی یا زنا ثابت نہ ہو لیکن عورت کو اغواء کرنا ثابت ہو جائے تو عدالت ملزم کو نہ ریپ کی سزا دے سکے گی ،نہ اغوا کرنے کی اور عدالت یہ جانتے بوجھتے اسے چھوڑ دے گی کہ اس نے عورت کو اغواء کیا تھا اور اس پر زبردستی کی تھی ۔اس کے بعد یا تو ملزم بالکل چھوٹ جائے گا یا اس کے لیے ازسرِنو اغواء کی نالش کرنی ہوگی اور عدالتی کارروائی کا نیا چکر نئے سرے سے شروع ہوگا۔

قانون سازی بڑا نازک عمل ہے ۔اس کے لیے بڑے ٹھنڈے دل ودماغ اور یکسوئی اور غیر جانبداری سے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جب پروپیگنڈے کی فضا میں صرف نعروں سے متاثر اور مرعوب ہو کر قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اسی قسم کی صورت حال کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ۔پھر عدالتیں نئے قانون کی تعبیر وتشریح کے لیے عرصۂ دراز تک قانونی موشگافیوں میں الجھی رہتی ہیں ،مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور مظلوموں کی دادرسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

زیرنظر بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں کچھ اور ترمیمات بھی کی گئی ہیں مثلاً:

(۱) نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو اس کی سزا کو معاف یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے ۔ چنانچہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ میں کہا گیا تھا کہ ضابطہ فوجداری کے باب ۱۹ میں صوبائی حکومت کو سزا معطل کرنے ،اس میں تخفیف کرنے یا تبدیلی کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے'وہ حد کی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوگا۔زیرنظر بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں ایک اور اہم سنگین تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ حدود آرڈیننس کی اس دفعہ ۲ شق ۵ کو ختم کر دیا گیا ہے'جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عدالت کسی کو حد کی سزا دے دے تو حکومت کو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس میں تبدیلی یا تخفیف کر سکے۔

یہ ترمیم قرآن وسنت کے واضح ارشادات کے خلاف ہے ۔قرآن کریم کا ارشاد ہے:

ماکان لمؤمن ولامؤمنة اذاقضیٰ الله ورسوله امراً ان یکون لهم الخیر

''جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر بھی اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے ۔'' (الاحزاب:۳۶)

اور آں حضرت ﷺ کا وہ واقعہ مشہور ومعروف ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک ایسی عورت کے حق میں سفارش کرنے پر جس پر حد کا فیصلہ ہو چکا تھا' اپنے محبوب صحابی حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا ۔(صحیح بخاری ۔کتاب الحدود ۔باب ۱۲،حدیث ۶۷۸۸)

اس بنا پر پوری امت کا اجماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے ۔لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

(۲)　حدود آرڈیننس کی دفعہ ۳ میں کہا گیا تھا کہ اس آرڈیننس کے احکام دوسرے قوانین پر بالا رہیں گے یعنی اگر کسی دوسرے قانون اور حدود آرڈیننس میں کہیں کوئی تضاد ہو تو حدود آرڈیننس کے احکام قابل پابندی ہوں گے۔ زیر نظر بل میں اس دفعہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔

یہ وہ دفعہ ہے جس سے نہ صرف بہت سی قانونی پیچیدگیاں دور کرنا مقصود تھا بلکہ ماضی میں بہت سی ستم رسیدہ خواتین کی مظلومیت کا سدِ باب اسی دفعہ کے ذریعے ہوا تھا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عائلی قوانین کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق اس وقت تک مؤثر نہیں ہوتی جب تک اس کا نوٹس یونین کونسل کے چیئرمین کو نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ شرعی اعتبار سے طلاق کے بعد عدت گزار کر عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے لیکن عائلی قوانین کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس نہ جائے قانوناً وہ طلاق دینے والے شوہر کی بیوی ہے اور اسے کہیں اور نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اب ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ شوہر نے طلاق کا نوٹس یونین کونسل میں نہیں بھیجا اور عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر عدت کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اب اس ظالم شوہر نے عورت کے خلاف زنا کا دعویٰ کر دیا کیونکہ عائلی قوانین کی رو سے وہ ابھی تک اسی کی بیوی تھی۔ جب اس قسم کے بعض مقدمات آئے تو سپریم کورٹ کی شریعت بنچ نے حدود آرڈیننس کے دوسرے امور کے علاوہ اس دفعہ ۳ کی بنیاد پر ان خواتین کو رہائی دلوائی اور یہ کہا کہ آرڈیننس چونکہ شریعت کے مطابق بنایا گیا ہے اور شریعت میں اس عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے' اس لیے اس کے نکاح کے بارے میں عائلی قانون کا اطلاق نہیں ہوگا کیونکہ یہ قانون دوسرے تمام قوانین پر بالا ہے۔

اب اس دفعہ کو ختم کرنے کے بعد اور بالخصوص آرڈیننس میں نکاح کی جو تعریف تھی' اسے بھی بل کے ذریعے ختم کر دینے کے بعد ایک مرتبہ پھر خواتین کے لیے یہ دشواری پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔

علماء کمیٹی میں ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور بالآخر اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ لکھ دی جائے گی::

" In the anterpretation and application of this ordinance the injunctions of Islam as laid down in the holy quran and sunnah shall have effect, not with standing any thing contained in any other law for the time bein ingforce."

یعنی: اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں' بہر صورت مؤثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔

لیکن اب جو بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا ہے' اس میں سے یہ دفعہ بھی غائب ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۳)　قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کیے ہوئے لعان کا طریقہ درج ہے یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اُسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے اگر شوہر لعان کی کارروائی سے

انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو۔ زیرِنظر بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔ نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ زیرِنظر بل میں ہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔ لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی قرآن وسنت کے احکام کے خلاف ہے۔

(۴) زنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر عدالت کو شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ ملزم نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا ہے جو حدود آرڈیننس کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت جرم ہے تو اگر وہ جرم عدالت کے دائرہ اختیار میں ہو تو وہ ملزم کو اس جرم کی سزا دے سکتی ہے۔ یہ دفعہ عدالتی کارروائیوں میں پیچیدگی ختم کرنے کے لیے تھی لیکن زیرِنظر بل میں عدالت کے اس اختیار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر جن کا مفصل ذکر پیچھے آ گیا ہے۔ زیرِنظر بل کی اہم خرابیاں یہ ہیں:

(۱) زیرِنظر بل میں ''زنا بالجبر'' کی حد کو جس طرح بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہے' وہ قرآن وسنت کے احکام کے بالکل خلاف ہے خواتین کے ساتھ پولیس کی زیادتی کا اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا سدباب اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

(۲) جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے۔ لہٰذا زیرِنظر بل میں زنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق (۵) کو حذف کر کے حکومت کو سزا میں تخفیف وغیرہ کا جو اختیار دیا گیا ہے' وہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔

(۳) ''زنا بالرضا موجب حد'' اور ''فحاشی'' کو ناقابل دست اندازئ پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیئے گئے ہیں' وہ ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بنا دینے کے مترادف ہیں۔

(۴) عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں، مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے، یا اس کے نتیجے میں مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوں گے اور عدالتی پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی۔

(۵) ''قذف'' آرڈیننس میں ترمیم کر کے مرد کو یہ چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے' قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

(۶) ''قذف آرڈیننس'' میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرارِ جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جا سکے گی۔

ارکانِ پارلیمنٹ اور اربابِ اقتدار سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے بل کی اصلاح کریں اور قوم کو اس مخمصے سے نجات دلائیں جس میں وہ مبتلا ہو گئی ہے۔

سید محمد معاویہ بخاری

دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟

تاریک راتوں میں اٹھ کر اپنے رب کے خوف سے لرزتے، گڑگڑا کر روتے کرلاتے، مناجاتیں کرتے، اپنی اور ملک وقوم کی نجات اور مغفرت و عافیت طلب کرنے والے کہاں گئے؟ وہ جن کے چہرے احوالِ آخرت سن کر زرد پڑ جاتے، حزن وملال جن کی آنکھوں میں آنسوؤں کی صورت رواں رہتا وہ کہاں ہیں؟ دن کی روشنی میں جن کے وجود رحمت و برکت اور امن وسلامتی کی علامت بن کر دمکتے تھے۔ وہ جن کی دیانت، امانت کے طفیل بے حساب رزق اترتا تھا، وہ عدل وانصاف کے پیکر جن کی عدالت میں کبھی کسی پر ظلم نہیں ہوا تھا۔ عاجزی، انکساری اور اطاعت کے وہ نایاب نمونے اب کس دیس بستے ہیں کہ ان کی ضرورت آن پڑی ہے، بے دینی، بے عدلی، بددیانتی، بدتہذیبی، بے حیائی، بے غیرتی، بدنظری، بے شرمی، بداخلاقی، ناشکری اور ظلم و جبر کی ہلاکت انگیز وارداتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ مخلوقِ خدا بلبلا اٹھی ہے۔ ناہنجار مقتدروں کا شرذمۂ قلیلہ وہ کچھ کرنے جارہا ہے جو پوری قوم کے لیے تباہ کن ہوگا۔ بدنصیب اخلاف نے علم و عمل، اخلاق و ہنر، صدق وصفا، شرم وحیا، رشد وہدایت، عزم وہمت، عفت وعصمت کے معنی ومفہوم ہی بدل ڈالے ہیں۔ انجام بد سے بے خبر نہیں جانتے کہ

چشم ایام سے خوں بن کے برستا ہے جلال
جب وہ اخلاف کی نکبت پہ لہو روتی ہے

ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت میں جو بات سمجھ آئی ہے وہ یہ کہ تکوینی طور پر قوموں کے عروج وزوال کے اسباب، ان کی عملی زندگی اور ترجیحی فیصلوں سے پیدا ہوتے ہیں اور سزا وجزا کے معاملات بھی مجتمع اکثریت کے اقوال وافعال کو مدنظر رکھ کر ہی طے کیے جاتے ہیں۔ اچھے اور برے نتائج مرتب ہونے کا یہ سلسلہ روزِ اوّل سے یونہی اور انہی ضابطوں کے ماتحت ہی چلتا آرہا ہے۔ بطور ثبوت قرآن مجید کی سینکڑوں آیات بینات موجود ہیں جن میں بنی نوع انسانیت کو متنبہ ومطلع کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی قومیں ایسی ہوگزری ہیں جو خوشحال بستیوں، شہروں اور سلطنتوں میں آباد تھیں، انہیں بھی اقتدار واختیار کا مالک بنایا گیا تھا۔ نعمتوں اور عافیتوں سے انہیں بھی متمتع ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار انعامات واکرامات کے عوض ان سے بھی صرف اپنی بندگی اور احکامات کی تابعداری کا مطالبہ ہی کیا تھا۔ خودسری اختیار کرنے، تکبر ونخوت سے جینے اور من چاہی گمراہ کن زندگی گزارنے کے فیصلہ کو ظالمانہ اور تباہ کن نتائج کا حامل بتایا گیا۔ ''قصص القرآن'' میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان بدنہاد اقوام کے طرزِ عمل کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ کی نعمتوں پر شکرگزار نہ بن سکیں۔ احکاماتِ الٰہیہ کی تضحیک واستہزاء جن کا وطیرہ بنا رہا۔ چنانچہ انہی جرائم کی پاداش

میں وہ مستوجب عذاب قرار پائیں۔کسی حتمی فیصلہ سے پہلے ان کی رہبری ورہنمائی کے لیے پروردگارِ عالم کے منتخب نمائندے انبیاء ورسل بھیجے گئے۔اتمام حجت کے لیے مقدس کتابیں نازل کی جاتی رہیں۔محیر العقول معجزات سے حق وباطل کا فرق واضح کیا گیا۔لیکن جن کی عقلیں ماری گئی تھیں ،جن کے دلوں پر گمراہی کے بھاری قفل پڑ گئے تھے،جن کی بصیرت وبصارت کو مادیت کی عارضی چکا چوند نے سلب کر لیا تھا،ہدایت ورہنمائی کا کوئی ذریعہ ووسیلہ بھی ان میں ذرہ بھر تغیر نہ لا سکا۔وہ اپنے اقتدار واختیار کی وسعت کو تنبیہ آمیز مہلت کے بجائے خداوند عالم کے ہاں اپنی مقبولیت و پسندیدگی پر محمول کرتے رہے،ان کی ہٹ دھرمی ایسی تھی کہ افعال قبیحہ ومذمومہ کی غلط تاویلات وتشریحات کو منشاء الٰہی اور دینی تعلیمات کے مطابق قرار دیتے رہے' اپنے تئیں خوش فہمی کے شکار یہ گروہ پوری تندہی سے کار بد میں مبتلا تھے کہ عذابِ الٰہی نے اچانک ہی انہیں آن دبوچا تھا۔قرآن مجید نے اس عبرت ناک انجام کا احوال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی ہلاکت اور تباہی وبربادی کا فیصلہ ہرگز ظلم نہیں تھا بلکہ معذب لوگ اپنی بے جا ہٹ دھرمی،ڈھٹائی اور تکبر جیسے قبیح افعال کے ساتھ خود اپنے پر ظلم کرنے والے تھے۔وہ ایسے نہیں تھے کہ اگر انہیں اور ڈھیل یا مہلت دی جاتی تو وہ ایمان لے آتے اور احوال سنوار کر ہدایت پا جاتے۔اللہ کے برگزیدہ بندوں کی تنبیہات اور نصیحتوں کو انہوں نے کبھی لائق اعتناء سمجھا ہی نہیں تھا۔حق وباطل کے مابین ظاہر کھلے فرق کو دیکھنے سمجھنے کے باوجود متکبرانہ ضد پر قائم رہے۔چنانچہ اتمام حجت کے بعد ہی ان کی بساط حیات واقتدار لپیٹ دی گئی،انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا گیا اور آج ان کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔بقول قرآن: **فھل تریٰ لھم من باقیہ؟** پھر ارشاد فرمایا: ''ان کی تباہی وبربادی کے بعد ہم تمہیں (امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو) لے آئے جو نعمتیں تم سے پہلے لوگوں کو حاصل تھیں ان سب کا مالک بنا دیا،تمہارے اقتدار واختیار کی حدود بھی وسیع تر کر دی گئیں مگر اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا ضابطہ وہی ہے جو تم سے پہلے لوگوں کے لیے مقرر تھا۔تمہیں اعزاز واکرام بھی اسی لیے بخشا گیا ہے کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے اس مہلت راحت وعافیت میں تم کیسے اعمال کرتے ہو۔(س:یونس:پ۱۱)

کتاب ہدایت قرآن مجید کی بیان کردہ تنبیہ آمیز تفصیل سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کے بعد ایک قوم کو عروج وزوال کی لذتوں اور صعوبتوں سے آشنا کرتے رہے ہیں۔اسی تکوینی قانون کے تحت ہی اللہ نے انسٹھ برس قبل مسلمانانِ برصغیر پر بھی فضل عظیم فرمایا اور مغل شہنشاہوں کی عیش پرستیوں کے سبب انجام کار بطور سزا کم وبیش دوصدیوں تک مسلط رہنے والے فرنگی جبر واستبداد اور مکار ومنافق ہندو کی نفرت انگیز مذہبی،سیاسی،معاشی ومعاشرتی قید وبند سے نجات عطا فرمائی اور ایک علیحدہ آزاد مسلم مملکت کے مضحمل خواب کو سنہری تعبیر سے ہمکنار کیا۔عہد حاضر کا روشن خیال قبیلہ بے شک اس سچائی کو تسلیم نہ کرے مگر حقیقت یہی ہے کہ ہماری آزاد خوامنگوں،آرزوؤں کی بنیاد ان وعدوں پر ہی استوار تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر مقہور مسلمانوں کے خواب کو حقیقی تعبیر سے ہمکنار کیا تو وہ شہنشاہی دور کی غلطیاں نہیں دہرائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کو یقینی بنائیں گے۔امور مملکت سے لے کر معاشرتی رویوں تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات کی عملداری ہوگی۔قرآن وسنت کی بالادستی ہوگی۔منکرات وفواحش سے اجتناب اور نیکی وتقویٰ کو فروغ دیا

جائے گا۔ تعلیم و تعلم اور معاش و معاد کے تمام اصول و ضوابط احکامات شریعت مطہرہ کی روشنی میں ترتیب دیئے جائیں گے ۔آئین و قانون کی بنیاد بھی قرآن و سنت پر رکھی جائے گی ،عدل و انصاف اور ترقی و خوشحالی کے تمام لوازم سب کے لیے یکساں ہوں گے ۔فرنگی روایات کا وہ طریقۂ بد جو عام و خاص کی تفریق پر مبنی تھا اور ہندوستان میں کم و بیش دو صدیوں تک جسے پروان چڑھایا گیا تھا' اسے نہ صرف بہ یک حکم ختم کر دیا جائے گا بلکہ معاشرہ میں اس کی ترویج کے تمام ذرائع بھی مسدود کر دیئے جائیں گے اور اس لیے کر دیئے جائیں گے کیونکہ......

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

مگر ہوا کیا؟ اللہ کے فضل و کرم ،اس کی عنایات بے پناہ کی لاج نہیں رکھی گئی ۔صرف چند برسوں بعد ہی دین اسلام اور علماء اسلام کے خلاف بدزبانی اور اتہامات کا وہ طوفان اٹھا کہ آرزوؤں ،تمناؤں کی بستیاں تاراج ہوگئیں ،خوش فہمیوں کے نازک فانوس پتھر دلوں کی سختی سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے ۔وعدوں کے گلاب جھلس کر راکھ بن گئے ۔آنکھوں میں تیرتے خواب ایسی بھیانک تعبیروں میں ڈھل کر ظاہر ہونے لگے کہ پھر کسی خوشنما خواب کی تشکیل ہی ممکن نہ رہی ۔مسند اقتدار ملتے ہی فرعون صفتوں نے انـا ربـکـم الاعلیٰ کی للکار بلند کر دی ۔یہ سلسلۂ عنانیت آج تک بلاتغیر یونہی چلا آتا ہے ۔اسلامی مملکت میں اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ ناروا مذاق اور بے رحم دل لگی ۵۹ برسوں سے جاری ہے ۔چہرے اور نام بدلے ہیں ،کام نہیں بدلے ۔پہلے ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان تھے اب ہماری شناخت کے لیے اسلام نہیں رہا بلکہ امریکہ، برطانیہ اور دیگر عیسائی ممالک کی طرح ''ڈیموکریٹک ریپبلک آف پاکستان'' کی نئی بدہیئت شناختی علامت ہماری پیشانیوں پر ثبت کر دی گئی ہے ۔اب مذہب ہو کہ سیاست ،تعلیم ہو یا ثقافت ،تہذیب ہو کہ تمدن' سب بے لباس ہیں اور روشن خیالی کے تالاب میں کھڑے غسل صحت فرما رہے ہیں ۔گزشتہ سات برسوں کے دوران ایک نیا اسلام متعارف ہوا ہے ۔ایسا اسلام جو تعلیم گاہوں میں رقص و موسیقی کی تربیت بھی لازمی قرار دیتا ہے جو سودی بینکاری کو اسلامی بینکاری کے عنوان سے رواج دینے پر مصر ہے ۔جو زنا بالرضا کو بھی قابل دست اندازی قانون نہیں سمجھتا۔ایسا اسلام جو شراب کی علانیہ پروڈکشن اور فروخت سے معاشی ترقی کی منازل طے کرانا چاہتا ہے ۔ایسا اسلام جو چور کے ہاتھ نہیں کاٹتا ،ڈاکوؤں اور قاتلوں کی سزائیں تو معاف کر دیتا ہے لیکن مسجدوں ،مدرسوں کے خستہ حال مکینوں کو دہشت گرد قرار دیتا بلکہ قانون کے شکنجے میں کستا ہے ۔بارود کی بارش سے انہیں معدوم کر دیتا ہے ۔ایسا اسلام جو عورت کے حجاب کو روشن خیال اجتہاد کے تحت گئے زمانے کے بیوقوف لوگوں کی اختراع بتاتا ہے جو بے لگام ناچوں ،گویوں اور مغرب پسند زنکیوں کو اسلامی فن و ثقافت کا سفیر قرار دیتا ہے ۔ان دنوں ٹی وی ،ریڈیو، اخبارات و جرائد ،محافل و مجالس ہر جگہ اسی اسلام کا بول بالا ہے ۔جو اسلام محمد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم لے کر مطلع کائنات پر طلوع ہوئے تھے اب وہ انتہا پسندی ،بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے عنوانات سے منسوب ہو کر متروک بنا دیا گیا ہے ۔۱۵ ر نومبر ۲۰۰۶ء کو جدید و روشن خیال اسلام کے نفاذ کے لیے مزید پیش رفت ہوئی ہے ۔حکومت نے تحفظ حقوق نسواں بل منظور کر کے ایک اور معرکہ سرانجام دیا ہے ۔ایسا سنگ میل عبور کر لیا ہے جس کی دھوم

امریکی و یورپی ایوانوں تک پھیلی ہوئی ہے۔قوم کو مبارک ہو کہ انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی حزن وملال آمیز تاریخ کے پامال مرقد پر بالآخر روشن خیالی واعتدال پسندی کی شمع فروزاں ہوگئی ہے۔اب چہار سو روشنی ہی روشنی ہے۔ملک بھر کے روشن خیال نئے اسلام کی نئی تشریحات بیان کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے۔ایک حکومتی حلیف جماعت کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ ہر سال ۱۵رنومبر کو یوم تشکر منایا جائے گا۔دو وقت کی روٹی کے لیے ہلکان ہوتی قوم کو تحفظ حقوق نسواں بل کی یک طرفہ منظوری کا مژدۂ جاں فزا سناتے ہوئے بصد فخر و ناز اعلان کیا گیا ہے کہ سات سالہ محنت شاقہ کے بعد ۵۹ سال کی محرومیوں کا ازالہ کردیا گیا ہے۔قائداعظم کے مطلوب ومقصود حقیقی پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔اقبال کے بے بال و پر شاہینوں کو نوید مسرت دے کر شادیٔ مرگ کی کیفیتوں سے سرشار کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اقبال کا وہ تابندہ و پائندہ خواب جو برسوں سے شرعی احکامات کے نوکیلے پن سے لہو رنگ تھا' اجتہادِ نو کے طفیل اُسے مرہم تعبیر نصیب ہوگیا ہے۔مولویوں کے مرتب کردہ ضخیم وزنگ آلود انتہا پسندانہ فلسفۂ اسلام کے بوجھ تلے دبے سسکتے معاشرے کو نئے روشن خیال اسلام کی آکسیجن فراہم کردی گئی ہے۔صدر مملکت نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے نسواں بل منظور کرانے والے تمام سیاسی حلیفوں کا فرداً فرداً نام لے کر شکریہ ادا کیا ہے مگر وہ عاصمہ جہانگیر، کشور ناہید، حنا جیلانی، اقبال حیدر، ڈاکٹر جاوید اقبال اور آئی اے رحمٰن جیسے دیگر کئی نامور روشن خیالوں کا شکریہ ادا کرنا بھول گئے۔لیکن ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ ذرا سوچیے سے ذرا دیکھیے تک جو کچھ ہوا ہے۔بہت عبرت ناک اور پر عذاب ہے۔

وزیراعظم شوکت عزیز کہتے ہیں کہ صدر مشرف اور موجودہ حکومت نے خواتین سے ان کے حقوق کے حوالہ سے جو وعدہ کیا تھا' اُسے پورا کردیا گیا۔یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے جس کا کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔کاش وزیراعظم سے کوئی جا کر یہ کہہ دے کہ ایک وعدہ ہم نے اپنے خالق و مالک سے بھی کیا تھا۔وہ وعدہ جس کی بنیاد پر ہمیں آزادی کی نعمت عطا ہوئی۔مملکت کا حصول ممکن ہوا' وہ وعدہ بھی کسی کو یاد ہے۔اس کی تکمیل کب ہوگی، کیسے ہوگی اور کون کرے گا؟ آزادی وخود مختاری اور اقتدار جیسی نعمتیں ہمیں اسی لیے دی گئی تھیں کہ ہم اللہ کے فرماں بردار رہیں گے۔اس کے احکامات سے روگردانی نہیں کریں گے۔ہم نے آئینی دستاویز میں بھی اسی وعدہ کی شقیں رقم کیں۔مگر بہت جلد الٹے پاؤں پھر گئے۔سب کچھ وعدوں کے خلاف ہونے لگا اور اب تو حد ہوگئی ہے...... بڑے سفاک لہجے میں کہا جا رہا ہے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہم ایسے ہی اقدامات کرتے چلتے جائیں گے، اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو پوری قوت سے کچل دیا جائے گا۔اس تکبر آمیز گفتگو کا لب ولہجہ بالکل وہی ہے جو پہلے سرکشوں اور باغیوں کا تھا۔جنہوں نے ہر بھلی بات اور نصیحت کو بے رحمی سے دھتکار دیا تھا۔اور جس کے باعث وہ اللہ کی پکڑ میں آگئے۔کیا سابق معذب اقوام کی طرح ہم بھی کسی ہولناک انجام سے دوچار ہونے جا رہے ہیں؟ کیا ہمارے مقتدر سوچیں گے کہ مالک الملک نے انہیں یہ اقتدار بطور امانت سونپا ہے اور اس تنبیہ کے ساتھ سونپا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی لوگ یہاں تخت نشیں تھے۔ان کا انجام مت بھولنا۔اب تم کو اقتدار دیا گیا ہے ......دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟

حکیم محمود احمد ظفر (دوسری و آخری قسط)

سید عطاء المحسن بخاریؒ سے میرے تعلقات

امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا قادیانیت کے بارے میں نظریہ:

مسئلہ ختم نبوت کا انکار کفر کی سرحدوں کو چھوتا ہے۔اسی وجہ سے تمام علماء اسلام نے ختم نبوت کے منکر کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۷ء میں کچھ علماء کو نام لے کر مباہلہ کی دعوت دی۔ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا نام پانچویں نمبر پر ہے۔مرزا نے حضرت گنگوہیؒ پر بڑے غیظ وغضب کا اظہار کیا۔حضرت گنگوہیؒ کے ایک نہایت عقیدت منداور ان کے شاگرد حضرت مولانا محمود حسن کے شاگرد علامہ انور شاہ کشمیریؒ تھے۔انہوں نے اس فتنہ کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس کے استیصال اور بیخ کنی کا بیڑا اٹھایا۔حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سیاسی ،فکری اور علمی ہر سطح پر کام شروع کیا اور راسخ العلم علماء کی ایک جماعت تیار کی جن میں سرفہرست حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، محدث شہیر مولانا سید بدر عالمؒ،حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ جیسے جید اور ثقہ عالم تھے۔دوسری طرف خطیبِ اسلام سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے آتش بیان اور شعلہ نوا مقرر کی سرپرستی میں مقررین اور خطباء کی ایک ٹیم تیار کی جن میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ،قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ،حضرت مولانا محمد حیاتؒ ،حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا گل شیر خانؒ جیسے بے باک اور نڈر حضرات قابل ذکر ہیں۔چنانچہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا موضوع فکر یہ تھا کہ جس طرح مجلس احرار ہندوستان کو انگریزوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے کی جدوجہد کر رہی ہے اسی طرح وہ مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی کرے گی۔چنانچہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی جماعت نے امت مسلمہ کو انگریز کے اس خودکاشتہ پودے کے شر سے بچانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں اور آج تک صرف کر رہی ہے۔امام العصر علامہ انور شاہؒ نے تیسری طرف عالم اسلام کے مشہور مفکر اور شاعرِ اسلام علامہ محمد اقبالؒ اور بابائے صحافت مولانا ظفر علی خانؒ کو اس فتنے کی سنگینی کی طرف متوجہ فرمایا۔جنھوں نے نظم ونثر اور فکر ونظر کے ہر طریقہ سے ملک کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اس فتنہ سے خبردار کیا۔علامہ اقبالؒ نے تو انگریزوں کے اس دور ہی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا (جیسا کہ گزشتہ سطور میں بتایا جا چکا ہے) اور اس بارہ میں انگریزی اور اردو اخبارات میں مضامین بھی لکھے۔حضرت مولانا ظفر علی خانؒ جیسے بے باک اور نڈر صحافی ،آتش بیان مقرر اور قادر الکلام شاعر نے پورے ہندوستان میں اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور مرزا بشیر الدین اور اس کے مرتد باپ مرزا غلام احمد کی اصلی حقیقت کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارے۔

علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علامہ انور شاہؒ نے کئی دفعہ فرمایا کہ جب میں نے اس فتنہ کے استیصال اور سرکوبی کے لیے قدم اٹھایا تو چھ ماہ تک مجھے پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔میں نے دعائیں

کیں اور استخارے کیے ۔آخر چھے ماہ کے بعد یہ تسلی دی گئی کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے گا ۔ چنانچہ اس تسلی کے بعد پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے خود بھی اس بارہ میں کتابیں لکھیں اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کی سرکوبی کے لیے ہدایات دیں ۔

امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرزا غلام احمد کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے کیونکہ فرعون نے الوہیت (خدا ہونے) کا دعویٰ کیا تھا اور ظاہر ہے کہ کسی انسان کا خدائی کا دعویٰ کرنا بدیہی طور پر باطل ہے ۔اور کسی انسان کے ایسے دعویٰ کے باطل ہونے پر کسی کو کوئی التباس نہیں ہوسکتا۔اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام جنسِ بشر سے ہوتے ہیں ۔اس سے لوگوں کو التباس ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا اور پھر یہ کہتے پھرنا کہ میری نبوت ظلی اور بروزی ہے اور حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے باوجود میری نبوت ممکن ہے لوگوں کو اس سے دھوکہ میں ڈالا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس دھوکہ میں مبتلا ہو کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو چکے ہیں ۔

امام العصر علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے صرف تقریر و تحریر سے اس فتنہ کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ جہاں بھی اس سانپ نے سر نکالنا چاہا' حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے شاگرد اس کا سر کچلنے کے لیے وہاں موجود پائے گئے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مقدمہ بہاول پور ایک مشہور واقعہ ہے' جس میں حضرت علامہ انور شاہ نے قانونی طور پر اس فرقہ کو غیر مسلم قرار دلوایا جس کی اجمالی تصویر کچھ یوں ہے۔

پہلی بار قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے :

ریاست بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق قادیانی ہو گیا۔اس کی منکوحہ مسمات غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر جولائی ۱۹۲۶ء کو اس بنا پر فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کر دیا کہ اس کا خاوند قادیانی ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے ۔ یہ دعویٰ ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ بہاول پور کی ریاست ایک اسلامی ریاست تھی اور اس کے والی نواب صادق محمد خان خامس عباسی مرحوم ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول تھے۔اس وقت جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے ارادت مند تھے۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نہ صرف ایک جید عالم بلکہ علمی دنیا کے نشیب و فراز سے بھی خوب آشنا تھے۔ان کی نگاہِ بصیرت میں اس مقدمہ کی پیروی اور امت مسلمہ کی طرف سے عدالت میں نمائندگی کے لیے امام العصر حضرت علامہ انور شاہؒ سے بہتر اور کوئی آدمی نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے علامہ کشمیریؒ کو اس مقدمہ میں علماء کی نمائندگی کے لیے خصوصی دعوت دی ۔اپنے تمام پروگرام منسوخ کر کے حضرت علامہ کشمیریؒ بہاول پور تشریف لائے ۔آپ کے تشریف لانے سے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی توجہ اس مقدمہ کی طرف مبذول ہوگئی ۔حضرت شاہ صاحبؒ کا بہاول پور آنا تھا کہ بہاول پور میں علمی موسم بہار شروع ہو گیا۔قادیانیوں نے ان حضرات علماء کرامؒ کے آئینی گرفت اور احتسابی شکنجہ سے بچنے کے لیے ہزاروں جتنے کیے لیکن وہ بچ نہ سکے ۔اس مقدمہ میں آپ کے ساتھ آپ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا نجم الدین صاحبؒ لاہور اور حضرت مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوریؒ وغیرہ تھے۔حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سرکارِ دو عالم ﷺ کے جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔آپ جب جمال میں آکر قرآن و سنت کے دلائل

دیتے تو عدالت کے درودیوار جھوم اٹھتے اور جب جلال میں آ کر قادیانیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا۔اس بات کی ایک زندہ مثال یہ ہے کہ ایک روز عدالت میں امام العصر حضرت شاہ صاحبؒ نے قادیانی پادری جلال الدین شمس کو للکار کر فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا غلام احمد جہنم میں جل رہا ہے۔'' حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ کہنا تھا کہ قادیانیوں کے چہرے مرجھا گئے اور مسلمانوں کے چہروں پر خوشی اور بشاشت کی صبح نمودار ہوگئی اور اہل دل نے یہ محسوس کیا کہ عدالت میں علامہ انور شاہؒ نہیں بلکہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔**فبهت الذی کفر**.

اس مقدمہ کی سماعت مکمل ہو جانے کے بعد علامہ انور شاہؒ جب واپس دیوبند تشریف لے جانے لگے تو حضرت مولانا مفتی محمد صادقؒ اور دیگر علماء کو فرمایا کہ مقدمہ کا فیصلہ اگر میری زندگی میں ہو گیا تو میں خود سن لوں گا اور اگر یہ فیصلہ میری وفات کے بعد ہوا تو میری قبر پر آ کر سنا دینا۔(یہ جملہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس لیے فرمایا کہ آپ اس زمانہ میں بڑے سخت بیمار تھے۔چنانچہ آپ نے اپنا بیان بھی عدالت میں کرسی پر بیٹھ کر دیا اور آپ کے اس جملہ سے پتا چلتا ہے کہ آپ بھی سماع موتیٰ کے قائل تھے) حضرت شاہ صاحبؒ کی واپسی کے بعد ان کی جلد وفات ہوگئی۔مقدمہ کا فیصلہ ۷رفروری ۱۹۳۵ء کو ہوا اور حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحبؒ خصوصی طور پر دیوبند گئے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ سنایا جو الحمدللہ مسلمانوں کے حق میں ہوا۔اس فیصلہ کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہو گیا۔قادیانی اس فیصلہ کی اپیل میں نہ گئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ ہائی کورٹ میں یہ فیصلہ بحال رہے گا اور ہائی کورٹ کا فیصلہ قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔چنانچہ وہ محمد اکبر سیشن جج کے فیصلہ کو زہر کا گھونٹ سمجھ کر پی گئے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو قادیانی فتنہ کے بارہ میں کتنی فکر تھی۔آپ کی اس بارہ میں فکر و پریشانی کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے جو آپ کے ایک مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت شاہ صاحب اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے جا رہے تھے اور آپ پر مرض کا شدید حملہ تھا۔نقاہت اور کمزوری بہت زیادہ تھی۔چلنے کی طاقت بالکل نہ تھی اور ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ شاہ صاحبؒ اب اس دنیا میں چند گھنٹوں کے مہمان ہیں۔اس حالت میں آپ نے فرمایا کہ مجھے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں پہنچائیں۔آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے ایک پالکی لائی گئی کیونکہ ایسی حالت میں اور کوئی طریقہ آپ کو مدرسہ میں لے جانے کا نہ تھا۔چنانچہ پالکی میں بٹھا کر آپ کو دارالعلوم کی مسجد میں پہنچایا گیا۔مسجد کی محراب میں آپ کے لیے جگہ بنائی گئی اور وہاں پر آپ کو بٹھایا گیا۔حضرت شاہ صاحبؒ کی آواز ضعف اور نقاہت کی وجہ سے نہایت مضمحل اور ضعیف تھی۔آپ کے تمام اجل شاگرد اور مدرسہ کے اساتذہ اردگرد ہمہ تن گوش تھے۔اس حالت میں آپ نے اساتذہ اور تلامذہ کو دو باتیں ارشاد فرمائیں:

(۱) پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ میں نے جس قدر تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں گزشتہ چودہ سو سال میں جس قدر فتنے پیدا ہوئے ان میں سب سے زیادہ سنگین اور خطرناک فتنہ قادیانیت کا فتنہ ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص اس فتنہ کے استیصال کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دے رسول اللہ ﷺ اس شخص کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے۔پھر آخر میں جلال میں آ کر فرمایا کہ ''جو کوئی اس

فتنہ کی سرکوبی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دے اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔''

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور قادیانیت کی سرکوبی:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ دونوں سے تعلق تھا۔ علامہ انور شاہؒ سے تو عقیدت و احترام کا رشتہ استوار تھا اور حضرت شاہ صاحب ہی نے امیر شریعت کو ان کی خطابت کی وجہ سے اس کام پر مامور کیا تھا کہ وہ قادیانیت کے عقائد فاسدہ و باطلہ سے عوام و خواص کو اپنی تقریروں کے ذریعے روشناس کرائیں۔ چنانچہ حضرت امیر شریعتؒ نے اپنی ٹیم کے ساتھ قادیانیت کے خلاف نعرۂ رستاخیز بلند کیا۔ حضرت امیر شریعت نے علامہ انور شاہؒ کی زیر ہدایت مبلغین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے قادیانیت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ وقت کے نام ور علماء کو حضرت امیر شریعتؒ کی ان خدمات کا ہمیشہ اعتراف رہا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے تھے: ''شاہ جیؒ کی باتیں تو عطاء اللّٰہی ہوتی ہیں۔'' شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ارشاد ہے: ''شاہ جی! آپ تو اسلام کی مشین ہیں۔'' غرض کہ ایک خطیب میں جس قدر خوبیاں ہونی چاہئیں، وہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر شریعتؒ میں رکھی تھیں۔ کہنے والوں نے تو یہاں تک ان کے بارہ میں کہا اور بالکل سچ کہا کہ ''رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیرہن، تلوار کا لہجہ، بانسری کی دھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقطع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورتیں اختیار کرتی ہیں، اس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جی تھے۔

قادیانیت کے خلاف کام کا آغاز و اختتام:

۱۹۲۰ء میں امیر شریعتؒ نے قادیانیت کو للکارا۔ پھر ۱۹۲۵ء میں شاہ جیؒ نے مرزائیت کے خلاف اپنے جذبات کا کھلم کھلا اظہار فرمایا۔ لیکن ان اوقات میں آپ کی یہ للکار انفرادی حیثیت رکھتی تھی۔ پھر ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام نے جب قادیانیت کا محاسبہ کیا تو اس وقت شاہ جیؒ کی للکار انفرادی نہیں تھی بلکہ ان کی پشت پر ان کے لاکھوں ارادت مندوں اور رضا کاروں کی قوت تھی۔ مجلس احرار نے قادیان میں اپنا دفتر قائم کیا۔ یہ ۱۹۳۳ء کی بات ہے۔ ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں شاہ جیؒ کی صدارت میں پہلی تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ قادیان میں سب سے پہلی احرار کانفرنس تھی۔ مرزائیوں نے اس کانفرنس کے رکوانے کے لیے بہت کوشش کی۔ اپنے آقا برطانیہ کے حضور بہت واویلا کیا۔ چنانچہ حکومت نے قادیان کی میونسپل حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ حکومت کے اس رویہ نے احرار رہنماؤں اور رضا کاروں کو ایک نیا ولولہ دیا۔ پنجاب کے مختلف شہروں سے احرار رضا کار جوق در جوق پہنچنے شروع ہو گئے۔ لاہور، لدھیانہ اور امرتسر سے جب ٹرینیں قادیان پہنچیں تو احرار کے سرخ جھنڈے اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ شاہ جیؒ قادیان ریلوے اسٹیشن سے ہزاروں رضا کاروں کے جلو میں پیدل پنڈال میں پہنچے تو فلک سے فرشتے بھی ختم نبوت کے ان جیالوں کو جھانک رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جنگ یمامہ کے مجاہدین مسیلمہ پنجاب کی سرکوبی کے لیے جمع ہو گئے ہیں۔

قادیان کی اس کانفرنس میں آپ نے جو تقریر فرمائی' اس کی مقناطیسی کشش کا اعتراف مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ نے اپنے فیصلہ میں کیا ہے۔ اس ٹکڑے ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر شریعت نے کس طرح اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

''وہ (مرزا محمود) نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبی کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے اور مجھ سے اردو، پنجابی اور فارسی میں ہر معاملہ سے متعلق بحث کرے۔ یہ جھگڑا آج ہی طے پا جاتا ہے۔ وہ پردے سے باہر نکلے، نقاب اٹھائے، کشتی لڑے، مولا علی کے جوہر دکھائے، ہر رنگ میں آئے، وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے، میں ننگے پاؤں آؤں گا، وہ حریر و پرنیاں پہن کر آئے میں موٹا جھوٹا پہن کر آؤں گا، وہ مزعفر کباب، یاقوتیاں اور اپنے ابا کی سنت کے مطابق پلومر کی ٹانک وائن پی کر آئے، میں نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں گا.....ہمیں میدان ہمیں گو۔''

امیر شریعتؒ کی اس للکار نے مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کے ایوان میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ آسمان نے ستاروں کو رات بھر جاگنے کی تاکید کر دی۔ رات نے حاضرین پر اپنے بال پھیلا دیئے۔ چاند ستاروں کے کان میں کہہ رہا تھا کہ محمد عربی کے اس شیدائی کی بات کو پوری توجہ سے سنو۔ امیر شریعت گویا ہوئے تو کفر گوش بر آواز تھا۔ امیر شریعت کے پیچھے بیٹھے ہوئے مفتی محمد حسن قدس سرہ' اور دوسرے بزرگوں کی دعائیں شامل تھیں' فرشتے ''اللھم ایدہ بروح القدس'' کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ فجر کی اذان کے ساتھ جونہی امیر شریعت کی تقریر ختم ہوئی تو خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین کے ایوان خلافت میں ایک ارتعاش پیدا ہو گیا۔

حضرت امیر شریعتؒ نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ہدایت کے مطابق اپنی پوری زندگی مرزائیت کی سرکوبی میں گزار دی اور صرف ایمان کو زادِ راہ بنا کر عزم و ارادے کے پیرہن میں گھر سے نکلے۔ زندگی کے اس طویل سفر میں قدم قدم پر سنگلاخ وادیوں میں سے گزرے۔ بادِ سموم کے تند و تیز جھونکے کھائے لیکن آپ کے عزم و استقلال کی دیوار میں معمولی سا بھی شگاف پیدا نہ ہوا۔

امیر شریعتؒ کی اولاد بھی مرزائیت کے خلاف سینہ سپر ہو گئی:

باپ نے جن سنگلاخ وادیوں میں قدم رکھا' بیٹے بھی انہیں وادیوں میں پوری زندگی چھل قدمی کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔ اور ان تمام موڑوں اور صعوبتوں سے انہوں نے بھی آشنائی حاصل کی جہاں کبھی یا تو آبلہ پا ہو کر گزرنا پڑتا ہے یا پھر دامن تار تار کروانا پڑتا ہے۔ آپ کی اولاد کی بھی یہی حالت تھی کہ:

پاؤں کے چھالوں سے کانٹوں کی بجھائی میں نے پیاس
جس طرف کو میں چلا گویا کہ مے خانہ چلا

انہوں نے پوری زندگی دستِ الٰہی میں ایک بے جان آلہ بن کر اپنی محبت اور دشمنی کو راہِ خدا میں وقف کر دیا۔ جو خدا کے دوست ان کے یہ دوست رہے اور جو اس کے دشمن تھے وہ ان کے دشمن تھے۔

میں نے اپنی ۳۲ سالہ دوستی میں سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہ' کو دیکھا کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی طرح عصیان و نافرمانی سے بندگانِ خدا کو روکا۔ انہوں نے اپنے والد کی طرح اپنی ساحرانہ خطابت سے انگریز کی معنوی اولاد کو پیغامِ حق سنایا۔ فرضی پیروں اور مصنوعی گدیوں کے خرابات کو مسمار کیا۔ ان کے ماننے والوں کے عقیدوں کو توحید الٰہی میں راسخ کیا۔ غریبوں کی عزت نفس کی حفاظت کی۔ ان میں چھوت چھات کو ختم کیا۔ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر ان میں عشق

رسول ﷺ کا جذبہ بیدار کیا۔قادیانیت کے قلب یعنی ربوہ میں جس کو اب ''چناب نگر'' کہتے ہیں' قادیانیت کے غلیظ چہرے کو بے نقاب کیا۔''نقیبِ ختم نبوت'' کے ذریعہ سے ان کے دلائل کا ابطال کیا۔دن رات اسی دھن میں گزارے کہ پاکستان کی سرزمین میں کلمۂ حق بلند ہو۔راتوں کو سفر کیے،دن کے اجالوں میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں گئے اورلوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق اسلام کی دعوت دی۔اس مقصد کے لیے راتوں کی نیندیں اوردن کا چین حرام کیا۔سفر کی صعوبتیں برداشت کیں،لوگوں کے طعنے سنےلیکن امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی طرح ہر ظالم وجابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق سنایا اوراپنی صدائے رعد آسا کو بلند کیا۔احیائے شریعت ،نفاذِ شریعت ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اپنے وجود کو وقف کردیا۔اورمولانا ابوالکلام آزادؒ کے اس پیغام کو پاکستان کے ہر ہر گاؤں اورقریہ میں پہنچایا جس میں انہوں نے کہا تھا:

''اگر قیامت کا آنا حق ہےاور یہ جھوٹ نہیں کہ خدا کا وجود ہےتو مسلمانانِ عالم کے پاس اس وقت کیا جواب ہوگا جب قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم کروڑوں کی تعداد میں زندہ وسلامت موجود تھے۔تمہارے جسموں سے روح کھینچ نہیں لی گئی تھی۔تمہاری قوتوں کو سلب نہیں کرلیا گیا تھا۔تمہارے کان بہرے نہ تھے،نہ ہاتھ کٹے ہوئے اور پاؤں لنگڑے تھے پھر تمہیں کیا ہوگیا تھا کہ تمہارے سامنے بھائیوں کی گردنوں پر دشمنوں کی تلواریں چل گئیں،وطن سے بے وطن اور گھر سے بے گھر ہوگئے،اسلام کی آبادیاں غیروں کے قبضہ وتسلط سے پامال ہوگئیں،پر نہ تمہارے دلوں میں جنبش ہوئی،نہ تمہارے قدموں میں حرکت ہوئی،نہ تمہاری آنکھوں نے محبت وماتم کا ایک آنسو بخشا اور نہ تمہارے خزانوں پر سے بخل وسرپرستی کے قفل ٹوٹے۔تم نے چین وآرام کے بستروں پر لیٹ لیٹ کر بربادی ملت اور پامالی اسلام کا یہ خونیں تماشا دیکھا اوراس بے درد تماشائی کی طرح بے حس وحرکت تکتے رہے جو سمندر کے کنارے کھڑے ہوکر ڈوبتے ہوئے جہازوں اور بہتی ہوئی لاشوں کا نظارہ کررہا ہو۔''(مسئلہ خلافت۔ص ۱۵۸)

محسن شاہ صاحبؒ نے ''خبریں'' کے کالموں میں پاکستان کی پوری ملت کو یہ پیغام سنایا،سیاست دانوں کو لتاڑا ،ان کی چوریوں اور غاصبانہ کارروائیوں کو بے نقاب کیا،علماءسو کی کارستانیوں کو حسرت وافسوس کے ساتھ بیان کیا۔اپنی پوری کوشش کی کہ ملت کے بخت خفتہ کو بیدار کرے،ان کے سوءفہم پر ماتم کیا۔وہ ہر منزل پر رکا،ہر مقام کو دیکھا بھالا،لیکن اس کا دل کہیں اٹکا نہیں۔فقیہ ومحتسب سے ملا لیکن اپنے دل کا مداوا کہیں نہ پایا،الحمدللہ ثم الحمدللہ جو فرض خلاق عالم کی طرف سے اوررسول اللہ ﷺ کی ذریت ہونے کی وجہ سے اس کے سپرد تھا۔اس سے عہدہ برآ ہونے میں ان کے دل نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔انہوں نے صرف ماضی کی داستان سرائی نہ بلکہ مستقبل کی منزل کا پتا بھی دیا۔

میں نے دیکھا کہ نئی تعلیم کے رنگ میں رنگے ہوئے لوگوں کی مجلس میں جاتے تو نقد ونظر کی نگاہیں اٹھتیں۔بعض چہروں پر خندۂ استہزا اچھل جاتا۔بعض لوگ مجسم طعن وتشنیع بن جاتے۔بعضوں کے ہونٹوں پر قہقہے ابھر آتے۔کچھ تنقیدی چہروں سے ہلکی سی مسکراہٹ جھانکنے لگتی کہ یہ فقیر بے نوا اور مرد درویش کیا بات کرے گا لیکن جونہی عطاءالمحسن بخاریؒ نے اپنے ابا کی طرح خطبہ پڑھا اور گونج دار آواز میں حاضرین کو مخاطب کیا تو تمام سننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے۔دلچسپ تمثیلات،خوشگوار لطائف،گراں قدر مثالیں،پھلجھڑیوں کی طرح بکھرتی چلی جاتیں۔گلے میں رس،آواز میں لوچ،چہرے پر طنطنہ،مضمون پر اعتماد،لوگوں کو ہنساتے بھی

اور رلاتے بھی۔ ایک رنگ کے مضمون کو سو رنگ سے باندھتے۔ گویا پورا مجمع اپنے ابا مرحوم کی طرح مٹھی میں ہوتا۔

مشاطۂ فطرت نے آپ کو کچھ اس انداز سے سنوارا تھا کہ آپ جہاں بیٹھ جاتے' بہاریں آپ کے قدم لیتیں' گل و گلزار کھل جاتے، کئی انجمنیں ان کے اپنے وجود میں تھیں۔ وہ مسکراتے تو آسمان سے بجلیاں کوندجاتیں، ان کی پیشانی پر بل آتا تو قصر مرزائیت کانپ اٹھتا، ستارے رات بھر قندیلیں لیے ان کی محفل کو دیکھنے میں سعادت سمجھتے اور اگر وہ شمع دل فروزاں کرتے تو پروانے وہاں بھی اکٹھے ہو جاتے۔ زندگی کے آخری ایام میں لاہور کے دفتر میں کئی دفعہ جانا ہوا۔ اگرچہ بیماری نے نہایت مضمحل کر دیا تھا لیکن زندہ دلی اور شگفتہ مزاجی میں کوئی فرق نہ تھا۔ ہر ملنے والے کا استقبال نہایت خندہ پیشانی سے کرتے۔ آواز میں وہی گرج اور لوچ مختلف مسائل پر گفتگو بڑے زور شور سے کرتے، جمہوریت کے سخت خلاف تھے۔ پاکستان کے نظام کی ساری خرابی کا مورد اسی جمہوریت کو قرار دیتے۔ فرماتے تھے کہ معلوم نہیں علماء نے جمہوریت کو اسلام میں کیسے داخل کر دیا۔

۱۹۷۱ء میں احقر' حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کی معیت میں ملتان گیا۔ اس زمانہ میں بھٹو صاحب نے اسلامی سوشلزم کا نعرہ بلند کیا تھا۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا اسلام میں سوشلزم ہے؟ فرمایا: اگر اسلامی جمہوریت ہے تو اسلامی سوشلزم کیوں نہیں ہوسکتا؟ مقصد یہ تھا کہ اسلام میں نہ تو سوشلزم ہے اور نہ ہی جمہوریت۔ اسلام کثرت رائے کا قائل نہیں بلکہ قوت دلیل کا قائل ہے۔

میں نے ''فتنۂ جمہوریت'' کے نام سے جب کتاب لکھی تو کتاب کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرماتے کہ مجھے اپنا ایک ہمنوا مل گیا۔ مجھ سے دو سو کتاب اپنے ساتھیوں کو دینے کے لیے منگوائی۔ اس کے بعد ہر ماہ دیکھتا تھا کہ ''نقیبِ ختم نبوت'' میں آپ کی اکثر تحریریں اسی جمہوریت کے خلاف ہوتیں۔ ایک دو مرتبہ تو جمہوریت کے خلاف کانفرنس بھی کروائی اور ایک اور کانفرنس کی تاریخ کا اعلان خود اپنی زندگی میں کیا لیکن موت کے آہنی ہاتھوں نے اس میں شمولیت کی اجازت نہ دی۔

اصول کے معاملہ میں بڑے سخت تھے۔ اصول کے معاملہ میں بھی جب بگڑ جاتے تو دوست کو بھی دشمن بنا لیتے۔ اکثر فرماتے کہ محبت اور اصول کی دنیا میں پرورش پانے والا شخص ریت کی دیوار پر اپنے دعویٰ کا اعلان کرتا ہے۔

جس طرح آپ کو انگریز سے نفرت تھی' اسی طرح انگریز کی ہر شے سے نفرت تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں وحدت روڈ لاہور کے دفتر میں صاحب فراش تھے تو ہومیو پیتھک ادویات کا استعمال تھا۔ دوستوں کی خواہش تھی کہ کسی ایلو پیتھک اسپیشلسٹ کو دکھایا جائے۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر صاحب سے وقت لیا گیا۔ مغرب کے بعد وہ دوست تشریف لائے۔ میں بھی دفتر میں موجود تھا۔ انہوں نے کہا: ''حضرت! صبح دس بجے کا فلاں ڈاکٹر صاحب سے ٹائم لیا ہے' لہٰذا صبح آپ کو وہاں چلنا ہے۔'' بس بگڑ گئے۔ فرمایا: ''مجھے ان انگریزی دواؤں سے بچاؤ۔'' بہرحال میرے سمجھانے پر بڑی مشکل سے راضی ہوئے لیکن انگریزی علاج کئی روز تک کروانے کے باوجود افاقہ نہ ہوا۔ ایک روز احقر اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مدظلہ عیادت کے لیے گئے۔ مولانا اشرفی نے پوچھا: ''شاہ صاحب کو کونسا فروٹ پسند ہے؟'' میں نے کہا: ''خربوزے۔ اور ڈاکٹر نے خربوزے کھانے کے لیے کہا ہے۔'' مولانا اشرفی نے دس کلو خربوزے لیے اور ہم شاہ صاحب کی عیادت کے لیے گئے۔ مولانا اشرفی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: ''آپ میرے اباجی کے استاذ زادہ ہیں۔ میرے لیے بھی نہایت واجب الاحترام ہیں۔'' فرمایا: آخری ایام میں جب اباجی' ماڈل ٹاؤن میں مولانا اکرم صاحب کی کوٹھی میں مقیم تھے تو حضرت

مولانا خیر محمد جالندھریؒ شاہ جی کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو ان کے منہ سے بے خیالی میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ کی وفات کی بات نکل گئی۔ یہ بات ابا جی نے سن لی حالانکہ وہ کافی فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو اشارے سے بلایا اور ایک کاغذ پنسل مانگی اور اس پر لکھا: ''یہ میرے استاذ تھے اور پھر بے اختیار اس طرح رونے لگے جیسے کوئی اپنے باپ کی وفات پر روتا ہے اور کافی دیر تک روتے رہے۔

کیا کیا سناؤں۔ بس اتنا کہتا ہوں کہ نبوت کے اصلی وارث تھے۔ ساری زندگی امتحانوں میں گزاری اور اللہ کے فضل سے تمام امتحانوں میں کامیاب و کامران ہوئے۔ پوری زندگی علمائے حق کا کردار ادا کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اجتماع نام ہے مختلف اینٹوں کے اجتماع اور اکٹھ کا۔ الگ الگ کسی اینٹ کا کوئی وجود نہیں لیکن جب وہ آپس میں مل جاتی ہیں تو پھر وہ ایک دیوار کی شکل میں متشکل ہوتی ہیں۔ اس لیے زندگی وہ ہے جو جماعتی ہو، انفرادی زندگی کوئی زندگی نہیں۔ قانون الٰہی کے مطابق مسلمانوں کی قومی زندگی اور عروج کا اصلی زمانہ وہ تھا جب ان کی قومی و انفرادی زندگی، مادی و معنوی اور اعتقادی و عملی زندگی پر اجتماع و اختلاف کی رحمت طاری تھی اور ان کے تنزل اور ادبار کی اصلی بنیاد اس روز پڑی جب ان پر اشتات و انتشار کی نحوست چھائی۔

سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہ جب حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاج سے مایوس ہوگئے تو لاہور سے واپس ملتان تشریف لے گئے۔ دوست احباب عیادت کو آتے تو بجائے ان کے تسلی دینے کے یہ ان آنے والوں کو تسلی دیتے۔ جوانی میں تھے تو صحت و شباب ان کی بلائیں لیتی۔ لیکن اب یہ خود اپنے زوال کی کہانی آنے والوں سے بیان کرتے:

وہ اٹھتا ہوا اک دھواں اوّل اوّل
وہ بجھتی سی چنگاریاں آخر آخر
قیامت کا طوفاں وہ صحرا میں اوّل
غبار رہِ کارواں آخر آخر

اب حالت یہ ہوگئی تھی کہ خود زندگی سے پوچھتے کہ:

زندگی تو ہی بتا کتنا سفر باقی ہے

آخر ۱۲ر نومبر ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے امیر شریعتؒ کی آنکھوں کا نور، دل کا سرور، اپنے دوستوں کے ہاتھوں میں اس عدم ہستی نما سے ہستی عدم نما کو سدھار گیا اور دوستوں کو یہ پیغام دے گیا:

فضائے کنج قفس میں مجھے تلاش نہ کر
مسافروں کے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں

آپ کے انتقال کی خبر جونہی ملتان اور ملک کے دوسرے شہروں میں پہنچی، عشاق ہجوم در ہجوم آخری دیدار کے لیے آنسوؤں کا نذرانہ لے کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کا یہ شیدائی مسکراتا ہوا اپنے رب کے حضور پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرنا اس کا ہے کرے جس کا زمانہ غم
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

عبداللطیف خالد چیمہ

حضرت سید نفیس الحسینی کی خدمت میں حاضری

قائدِ احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار بعد نمازِ مغرب دفتر مرکزیہ لاہور میں درسِ قرآن کریم دیتے ہیں اور مجلس ذکر بھی ہوتی ہے۔ برادرم سید محمد کفیل بخاری بھی عموماً موجود ہوتے ہیں اور کئی دفعہ راقم الحروف بھی متعدد مصروفیات کو اسی اتوار سے متصل ایام میں طے کر لیتا ہے تاکہ سفر کثیر المقاصد بن جائے۔ نومبر کی پانچ تاریخ کو احرار کے مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد ہم سے پہلے ہی موجود تھے۔ جنہوں نے ۶؍نومبر کو پاکستان شریعت کونسل کے زیر اہتمام لاہور پریس کلب میں ''حدود آرڈی نینس اور تحفظ حقوق نسواں بل'' کے حوالے سے منعقدہ سیمینار میں بھی شرکت کی۔

ستمبر اور اکتوبر کے ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' میں ورلڈ اسلامک فورم برطانیہ کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصوری کا ترکی کا بڑا مفید سفرنامہ چھپا تھا جو عمارتوں اور سڑکوں کے تذکرے کی بجائے آج کے عالمی ماحول اور امریکی استعمار کے جبر و استبداد کے تناظر میں اپنے اندر ایک پیغام لیے ہوئے ہے۔ اس سفرنامے کو ہرسُو بڑا پسند کیا گیا۔ چنانچہ مولانا منصوری نے یہ سفرنامہ حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ کی خدمت میں بھجوانے بلکہ پہنچانے کا فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم خود جا کر پہنچاؤ تو زیادہ اچھا ہے۔ ویسے بھی مجھے عرصہ ہو گیا تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ ۸؍نومبر رات کو لاہور جماعت کے معتمد جناب ملک محمد یوسف کی معیت میں چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری اور راقم الحروف نے حضرت کی رہائش گاہ پر حاضری دی۔ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ ماشاء اللہ طبیعت پہلے سے سنبھلی ہوئی تھی اور ہشاش بشاش تھے۔ ہم دوست جب بھی حاضری دیں حضرت بڑی شفقت سے نوازتے ہیں۔ میں نے مولانا منصوری کی بابت بتایا اور ''نقیب ختم نبوت'' کے دونوں مذکورہ شمارے پیش کیے۔ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور بہت ہی دعائیں دیں۔ بڑے شاہ جی (حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ حضرت نفیس شاہ جی فرمانے لگے کہ شاہ جی (سید ابوذر بخاری) وہاں برآمدے میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آدھے دن سے کم تو بڑے شاہ جی کی آپ سے ملاقات کا کوٹہ ہی پورا نہ ہوتا تھا۔ فرمانے لگے کہ سارا سارا دن ان سے مجلس ہوتی تھی' ان کی کیا بات تھی۔ بہر حال ان ساری پرانی یادوں اور ان دونوں اکابر کے مثالی تعلقات کی ایک فلم سی سکرین پر نظر آنے لگی جن کا تذکرہ ہم دوستوں کو تو اپنا اثاثہ نظر آنے لگتا ہے۔ میں نے حضرت کو بتایا کہ محترم عبدالرحمٰن باوا لندن سے کراچی آئے ہوئے ہیں اور ''ملتِ اسلامیہ کا مؤقف'' دوبارہ چھاپنے لگے ہیں۔ ہمارا بھی ارادہ ہے کہ ۱۹۷۴ء کی پاکستان کی قومی اسمبلی کے روبرو قادیانی مسئلہ پر

امت کے متفقہ مؤقف کو چھاپنے کی سعادت حاصل کریں۔ آپ کی دعا کی ضرورت ہے، ہم جو کر رہے ہیں یہ سب بڑے شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کا فیض ہے اور ہم یہی سمجھتے ہیں۔ حضرت نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے موقع پر قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے ''امتِ مسلمہ کا مؤقف'' کی ترتیب وتدوین کی نگرانی کے لیے حضرت مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے فون پر مجھے راولپنڈی بلایا اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے دن رات ایک کر کے یہ تاریخی مؤقف تیار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہوٹل کے ایک کمرے میں اس مؤقف کی کتابت میری نگرانی میں ہوئی۔

میں نے اشاعتی سلسلے میں رہنمائی چاہی تو حضرت نے کمال شفقت سے رہنمائی فرمائی اور ہم سب کو بہت دعاؤں سے نوازا۔ یہ وہ دن تھا جب امریکہ سے صدر بش کی درمیانی مدت کے الیکشن میں پسپائی اور ڈیموکریٹس کی کامیابی کی خبریں آرہی تھیں۔ ان خبروں پر حضرت بے حد مسرور تھے۔ جس سے اندازہ ہورہا تھا کہ وہ عالم اسلام کی زبوں حالی اور بے بسی پر کس حد تک پریشان رہتے ہیں۔ کم وبیش ایک گھنٹہ بعد ہم حضرت سے اجازت لے کر رخصت ہوئے۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

مولانا مجاہدالحسینی

چند علمی وادبی شخصیات

ضیاءالحق قاسمی مرحوم:

موت سے دنیا کے کسی بھی انسان کا انکار نہیں، البتہ آخرت کی بابت صرف مسلمان ہی صحیح عقیدہ اور نظریہ رکھتے ہیں اور حیات بعدالممات کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے موت کا وقت، مقام اور مدفن کا تعین کر رکھا ہے، کتنے ہی انسان ہیں جو پیدا تو کسی علاقے میں ہوئے لیکن ان کی حیاتِ فانی کے آخری لحات کسی دوسرے مقام پر آئے انہی میں سے ہمارے مخدوم ومحترم اور برصغیر پاک وہند کے ممتاز عالم دین مولانا بہاء الحق قاسمی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور پاکستان کے نامور ادیب، شاعر، سفارت کار اور کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی کے برادر اکبر جناب ضیاء الحق قاسمی کا کراچی میں اچانک انتقال ہوگیا۔ اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔ ضیاء الحق قاسمی بھی اپنے علمی وادبی خاندانی روایات کے امین تھے۔ اس خانوادۂ دینی، علمی وادبی کے مورثِ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ صاحبؒ، امرتسر کے جلیل القدر علماء ومشائخ میں بہت ممتاز اور محترم تھے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے خاص اور مشفق اساتذہ کرام میں سے تھے، ان کے فرزند مولانا بہاء الحق قاسمی مطلع علم وادب کے خورشیدِ جہاں تاب تھے، سحر آفریں خطابت اور تصنیف وتالیف میں منفردانہ خصوصیات کے حامل تھے، ان کے جانشینوں (ضیاء الحق قاسمی اور عطاء الحق قاسمی) نے گلشن علم وادب میں جو پھول کھلائے ہیں ان کی مہک اور عطر بیزی سے مدت تک فضا معطر رہے گی۔ دونوں بھائیوں میں سے ضیاء الحق قاسمی نے مایوس اور پژمردہ دل انسانوں کو اپنے مزاحیہ ادب سے اعتماد اور مسرت کی فضا میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ عطا کیا۔ ''ظرافت'' کے نام سے ادبی رسالے کی اشاعت کا اہتمام بھی کیا اور اسی موضوع سے متعلق کئی کتابیں بھی لکھی تھیں۔ وہ لوگوں میں خوشیاں بکھیرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی وفات اور داغ مفارقت سے بڑا ادبی خلاء پیدا ہوگیا ہے اور برادرم عطاء الحق قاسمی کو اپنے بھائی کی ''جوڑی'' ٹوٹنے سے جو صدمہ پہنچا ہے ہم ان کے اور اہل خانہ کے شریکِ غم اور مرحوم کی مغفرت اور جنت میں اعلیٰ مقام کے لیے دعا گو ہیں۔

حکیم محمد ذوالقرنین امرتسری مرحوم:

بانی احرار چودھری افضل حق نے اپنی کتاب ''تاریخ احرار'' کا انتساب گمنام کارکنوں کے نام تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جن کی گمنامی سے ہم نے ناموری حاصل کی''۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس سے کسی بھی جماعت اور تنظیم کو مجال انکار نہیں کہ جماعتوں کے لیڈر اور بڑے رہنما کارکنوں کے کندھوں پر ہی پاؤں رکھ کر اقتدار کی بلندیوں تک

رسائی پاتے ہیں، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنی تقاریر میں کبھی کبھی اپنے کارکنوں کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح بلند و بالا تعمیرات اور بلڈنگیں ان کھنگروں اور ''روڑوں'' کے سہارے کھڑی ہیں جنھیں کوٹ کوٹ کر بنیادوں میں دبا دیا گیا ہے اور ان پر اب کسی کی نگاہ نہیں پڑتی، اسی طرح تنظیموں اور جماعتوں کی مقبولیت اور ہمہ گیری میں کارکنوں کا بڑا عمل دخل ہے جو گم نامی میں زندگی گزار کر سفر آخرت اختیار کر جاتے ہیں اور لیڈران کی گمنامی سے ناموری کے ہارگلوں میں سجاتے رہتے ہیں۔ کچھ اسی نوعیت کی صورت حال ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے فعال اور جاں نثار کارکن حکیم محمد ذوالقرنین سابق سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پنجاب کی ہے کہ ان کے سانحۂ ارتحال پر ان کی شاندار خدمات کا نہ تذکرہ ہو سکا اور نہ ہی خراج تحسین پیش کیا جا سکا۔

حکیم محمد ذوالقرنین اُس نامور شخصیت منشی حبیب اللہ امرتسری کے فرزند تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف کتابچے شائع کر کے لوگوں کو ان دنوں باخبر کیا تھا جب یہ فتنہ ابھی سر اٹھا رہا تھا، ان کے فرزند حکیم محمد ذوالقرنین نے اپنے خاندانی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جس عزم و استقلال کے ساتھ خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ ملت کے صفحات میں درخشاں رہیں گی۔

لاہور میں جن کارکنوں نے تحریک ختم نبوت کو مؤثر اور ہمہ گیر بنانے کے سلسلے میں شب و روز ایک کیے رکھے' ان میں چودھری معراج الدین سالار احرار پنجاب، حکیم محمد ذوالقرنین ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب چودھری سلطان محمد ہوشیار پوری، حاجی برکت علی، سالار محمد حسین، خورشید احمد، ماسٹر سعید اقبال اور دوسرے حضرات کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو جب تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین کو کراچی میں گرفتار کر لیا گیا اور لاہور میں روزنامہ آزاد کی بندش کے ساتھ راقم الحروف کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے تھے تو اس تحریک کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے میرے ساتھ حکیم محمد ذوالقرنین نے ہی لائل پور، جھنگ، مظفر گڑھ اور کراچی کا سفر اختیار کیا تھا۔ واپسی پر ہمیں گرفتار کر لیا گیا۔ مجھے لاہور سنٹرل جیل میں مرکزی قائدین کے ساتھ اور حکیم صاحب کو شاہی قلعہ لاہور کے عقوبت خانہ میں رکھ کر معلومات حاصل کرنے کی خاطر زبردست تشدد کیا گیا تھا۔ غالباً اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ گورے چٹے اور صحت مند حکیم ذوالقرنین عارضۂ قلب میں مبتلا ہو گئے اور بالآخر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

حکیم محمد ذوالقرنین کے عظیم الشان کارناموں کے تذکرے میں ان کے بہنوئی حکیم عبدالمجید سیفی کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا تاریخ سے بے انصافی ہوگی، کیونکہ حکیم سیفی صاحب وہ باعظمت شخصیت تھے جن کی رہائش گاہ تحریک ختم نبوت کی بابت منیر انکوائری کمیٹی کے روبرو برائے صفائی پیش ہونے کی خاطر تیاری کا مرکز تھی، تحریک کے قائدین کا موقف تھا کہ فساداتِ پنجاب کے ذمہ دار قادیانی اور اس وقت کے برسرِ اقتدار حکمران تھے جنہوں نے ایک معقول مطالبہ تسلیم کرنے کے بجائے تشدد اور قیدیوں سے جیل خانے بھرنے کی روش اختیار کی تھی۔ حکیم عبدالمجید سیفی کی رہائش گاہ بیڈن روڈ کے محلے میں حکیم ذوالقرنین کے مطب کے نزدیک واقع تھی۔ آل مسلم پارٹیز کی مجلس عمل کے وکلاء صفائی میں سے مولانا

سید محمد داؤد غزنویؒ ،مولانا مرتضٰی احمد خان میکش اور مولانا مظہر علی اظہر ایڈووکیٹ کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔اِن حضرات کی قانونی رہنمائی اور مشاورت کے سلسلے میں جناب محمود علی قصوری ایڈووکیٹ ،اور ملک اسلم حیات ایڈووکیٹ بھی تشریف لاتے تھے تحریک کے قائدین میں سے مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ،مولانا محمد حیات ،مولانا عبدالرحیم اشعر اور دیگر حضرات منیر انکوائری کمیٹی کے روبرو مقدمے کی پیروی کرنے والوں کے لیے حوالہ جات پیش کیا کرتے تھے۔ مشاورت اور سرپرستی کے سلسلے میں حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد عبداللہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ،حضرت خواجہ مولانا خان محمد (کندیاں) مولانا غلام غوث ہزاروی اور دیگر حضرات بھی تشریف لاتے تھے ،حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری اور شرف ملاقات کا راقم الحروف کو سیفی صاحب کے مکان پر ہی سعادت نصیب ہوئی تھی ، بلکہ ایک دومرتبہ حضرت کے اصرار پر اس فقیر کو نماز عصر کی امامت پر مامور کیا گیا تھا ،حکیم عبدالمجید سیفی کی حمید نظامی اور آغا شورش کاشمیری کے ساتھ بھی گہری دوستی تھی۔ بسا اوقات اس مقدمے کی تیاری کا مشاہدہ کرنے وہ بھی یہاں رونق افروز ہوتے تھے۔

بہرنوع حکیم محمد ذوالقرنین اور حکیم عبدالمجید سیفی کی دینی وعلمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔حکیم صاحبان نے ہی ایک مدت کے بعد حضرت شیخ المشائخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) کے مکتوبات کی طباعت واشاعت کا اہتمام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ ان تمام عظیم شخصیات کی اعلیٰ خدمات کو شرف قبولیت عطا کر کے جنت الفردوس میں اپنے خاص جوار رحمت میں مقام رفیع پر فائز کرے۔آمین ۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

بشیر احمد خان مرحوم:

چودھری صوفی بشیر احمد خان ۱۹۳۴ء کو رائے کوٹ تحصیل جگرانواں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔قیامِ پاکستان کے بعد نور پور متصل کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد میں آباد ہوئے۔رانا محمد شریف کونسلر اور رانا امتیاز احمد خان آپ ہی کے خاندان کی شخصیات ہیں۔بشیر احمد خان کا بچپن ہی سے علمی وادبی ذوق وشوق تھا۔علماء وصوفیاء کی مجلس میں حاضری ان کا معمولِ حیات تھا۔وہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ (چک نمبر ۱۱، چیچہ وطنی) کے بیعت ہوگئے۔ان کے ساتھ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوتے رہتے۔اسی دوران جلیل القدر بزرگوں کی زیارت اور ملاقات کی سیادت نصیب ہوئی۔راقم الحروف کے ساتھ ان کا تعلق خاطر ایسا گہرا تھا کہ شب وروز یکجائی میں ڈھل گئے۔پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ ،جن دنوں حضرت رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے تو صوفی بشیر احمد خان ان کی رفاقت میں حضرتؒ کی خدمت میں اکثر حاضری کی سیادت حاصل کرتے تھے۔بشیر احمد خان (بی اے) اگرچہ مستند عالم دین نہ تھے مگر

ان کا علمی وادبی ذوق بلند پایہ تھا اور یہی وصف مولانا مودودی کی تصانیف کی طباعت واشاعت کے اہتمام کا محرک بنا تھا۔بشیر احمد خان باوجود یہ کہ فیصل آباد کے مضافاتی قصبہ نور پور میں رہائش پذیر تھے لیکن ان کے تعلقات اور مراسم بڑے نام ور علماء وادباء کے ساتھ قائم تھے۔مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبدالرشید نعمانی، میاں طفیل محمد، مولانا نعیم صدیقی جیسی نام ور شخصیات کے ساتھ ان کی ملاقات تھی۔مولانا عبدالرشید نعمانی سے میری پہلی ملاقات نور پور میں چودھری بشیر احمد خان کے گھر ہوئی تھی۔پھر انہوں نے میرے درویش خانے کو بھی رونق بخشی تھی۔رانا فیملی کے اکثر حضرات چونکہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (چک نمبر ۱۱' چیچہ وطنی) سے بیعت ہیں۔اس لیے حضرت مولانا رحمہ اللہ جب بھی فیصل آباد میں تشریف لاتے تو صوفی بشیر احمد خان کے ہاں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔بشیر احمد خان اگر چہ مولانا مودودی کے چھوٹے فرزند کے ساتھ ناظم طباعت تھے مگر نظری وفکری اعتبار سے وہ جماعت اسلامی سے نہ متاثر تھے اور نہ وابستہ۔وہ ان دنوں اپنے دولڑکوں کے ساتھ انار کلی لاہور میں رہائش پذیر تھے کہ گردے کی تکلیف میں مبتلا رہنے کے دوران داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو شرف قبولیت عطا کر کے مغفرت ورحمت فرمائے اور پسماندگان کو ان کے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔(آمین)

منہاج الدین اصلاحی:

منہاج الدین اصلاحی علمی، ادبی اور صحافتی حلقے میں نام ور اور منفرد خصوصیات سے متصف تھے۔دانش ومتانت کا پیکر اور مرنجاں مرنج شخصیت تھے۔جماعت اسلامی کے حلقے میں جن کی علمی اور تحقیقی صلاحیتوں کا زبردست اعتراف تھا۔اِن میں منہاج الدین اصلاحی کا اسم گرامی خصوصاً قابل ذکر ہے۔اس حلقے میں جن دنوں مولانا عبدالسلام ندوی کی عربی ادب میں دسترس کی شہرت ہوئی تو مختلف ادوار میں ان سے اکتساب علم وادب کرنے والوں میں عاصم الحدار، خلیل حامدی اور منہاج الدین اصلاحی کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔منہاج الدین اصلاحی نے کئی عربی کتب کا ترجمہ کیا اور تصنیف وتالیف میں خوب شہرت پائی۔راقم الحروف لاہور میں جن دنوں روزنامہ ''آزاد'' کے ادارے میں تھا۔منہاج الدین اصلاحی سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔پھر وہ روزنامہ ''کوہستان'' کے ادارے میں شامل ہوئے تو صحافتی حلقوں سے زبردست خراجِ تحسین وصول کیا۔زندگی کے آخری دور میں انہوں نے شرکت پریس کے نام سے اپنا مطبع قائم کیا تو بہت جلد علمی حلقوں میں مقبولیت سے سرفراز ہوگئے۔وہ ضیق النفس کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی میں ان کی زندگی کا روشن چراغ یک دم بجھ گیا۔ان کے ہونہار فرزندانِ گرامی اعلیٰ معیار اور ذوق وشوق کے ساتھ شرکت پریس کا نظام حسن وخوبی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اصلاحی صاحب کو اپنے خاص جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر واستقامت سے نوازے۔(آمین)

بہر حال گزشتہ دنوں جن علمی وادبی شخصیات کے سانحۂ ارتحال سے ہمارے دل غمگین، آنکھیں نم آلود اور طبائع افسردہ ہیں' ان کی محبت بھری یادوں کے چراغ روشن رہیں گے۔

عبدالروف طاہر
ایڈیٹر اردو نیوز جدہ

ایک شام...... ''اردو نیوز'' جدہ کے نام
(سید محمد کفیل بخاری کی گفتگو)

☆......سید محمد کفیل بخاری حافظ قرآن ہیں، گریجوایٹ ہیں، مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ہیں، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے ہیں اور ان کی گود میں کھیلے ہیں۔

☆......مجلس احرار اسلام کے ترجمان ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے مدیر ہیں۔ جو ۱۹۸۸ء سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔

☆......ان کی خطابت میں خاندانی اور جماعتی ورثے کی جھلک پوری پوری پائی جاتی ہے۔

☆......۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کو انہوں نے نوعمری میں دیکھا۔ اس میں شریک ہوئے اور اسی تحریک سے اپنی جماعتی زندگی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اس تحریک کی بعض نہایت نادر اور قیمتی یادیں ان کے حافظے میں محفوظ ہیں۔ انہیں تحریک کی مرکزی قیادت کو بہت قریب سے دیکھنے اور کئی تاریخی لمحات کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل، مولانا یوسف بنوریؒ، مفتی محمودؒ، سید ابوذر بخاریؒ، سید مودودیؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور شورش کاشمیریؒ وغیرہم کی طویل مشاورت، یکم ستمبر ۷۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں منعقدہ تاریخی جلسہ...... یہ سب یادیں ان کے حافظے میں تر و تازہ ہیں۔

☆......۱۹۷۹ء سے ۱۹۹۹ء تک بیس برس حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی تربیت میں رہ کر، مجلس احرار اسلام کے سٹیج پر کام کرنے کا اعزاز حاصل رہا۔

☆......آج کل امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزند سید عطاء المہیمن بخاری مجلس احرار اسلام کے امیر ہیں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد سیکرٹری جنرل، عبداللطیف خالد چیمہ سیکرٹری اطلاعات اور سید محمد کفیل بخاری ڈپٹی سیکرٹری جنرل ہیں۔

☆......سید محمد کفیل بخاری رمضان المبارک کے آخری عشرے میں عمرہ کے لیے حجاز مقدس آئے اور واپسی پر ایک شام ''اردو نیوز'' جدہ کے ساتھ اُن کی گفتگو کا اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے قادیانیت کے حوالے سے جو گفتگو کی وہ ہدیہ قارئین ہے۔

منکرین ختم نبوت اور نئی حکومتی آشیرباد:

بیرونِ ملک پاکستانیوں کے لیے شناختی کارڈ بنوانے کا درخواست فارم اب اس عبارت سے خالی کر دیا گیا ہے جو درخواست گزار کو حلفاً یہ بیان دینے کا پابند بناتی تھی کہ وہ ختم نبوت کے عقیدے پر یقین رکھتا ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو جھوٹا اور کافر سمجھتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔

اس حلفیہ عبارت کا حذف و خاتمہ، قادیانیوں کے لیے سفرِ حجاز اور حرمین شریفین میں داخلے کو آسان تر بنا دیتا ہے۔ یہ ایک مؤثر قانونی اور اخلاقی رکاوٹ تھی جو ختم کر دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان اور واضح اور اٹل شرعی احکام کی رو سے حدودِ حرم میں کوئی غیر مسلم داخل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ قادیانیوں جیسے مرتد اور خوفناک سازشی ٹولے کو اس کی کھلی چھٹی دی جائے۔

حکومتِ پاکستان کے اس اقدام نے گویا سرکاری سرپرستی میں' حرمین شریفین کے تقدس کی پامالی ممکن بنادی ہے۔

یہ ایک سوچی سمجھی سکیم ہے جس کے مختلف اجزاء کی وقتاً فوقتاً رونمائی کروائی جاتی رہی ہے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے نئے پاکستانی پاسپورٹ میں سے مذہب کے اندراج کا خانہ حذف کیا گیا ' جسے بڑھتے ہوئے دینی احتجاج اور عوامی گرفت کے پیش نظر بظاہر ''واپس'' لے لیا گیا۔ اس اقدام کی روح بھی یہی ناپاک منصوبہ تھا جسے اب شناختی کارڈ کے درخواست فارم میں سے حلفیہ عبارت اڑا کر پورا کیا جارہا ہے۔

امریکہ محکمہ خارجہ کی رپورٹ گزشتہ مہینے ہر منظرعام پر آئی ہے' جس میں واضح کہا گیا ہے کہ تحفظ ناموسِ رسالت اور حدود کے قوانین کے سلسلے میں حکومتِ پاکستان پر مزید'' کارکردگی'' کا مظاہرہ کرنے کے لیے مزید دباؤ ڈالنا ضروری ہے۔

پرویز مشرف کے اقتدار سنبھالنے کے ابتدائی عرصے میں ہی تحفظ ناموسِ رسالت کے قانون میں تبدیلی کی بات کی گئی مگر فوری ردّعمل شدید تھا کہ فوراً ہی حکومت نے پسپائی اختیار کی۔

مجلس احرار اسلام......مختلف دینی مراکز اور مدارس چلا رہی ہے۔ حالیہ چند برسوں سے ''محاضرات ختم نبوت'' کے عنوان سے پڑھے لکھے طبقے کو ختم نبوت کے اہم ترین محاذ پر ''دشمنوں'' کی جارحیت اور اپنی دفاعی وایمانی تگ وتاز سے باخبر کررہی ہے۔ ابھی تک یہ شارٹ کورسز لاہور، ملتان اور چیچہ وطنی کے مراکز میں منعقد کیے جارہے ہیں۔ آہستہ آہستہ ان کا دائرہ ملک کے سبھی اہم شہروں تک پھیلایا جائے گا۔ یہ ایک مستقل محنت اور نہایت ضروری کام ہے جس کی اہمیت سے ناواقفی ہمارے پڑھے لکھے طبقے میں افسوسناک حد تک پائی جاتی ہے۔ کراچی اور پشاور میں ''محاضراتِ ختم نبوت'' کا آغاز بہت جلد ہورہا ہے۔

برصغیر میں تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت میں احرار کا کردار تاریخی اور کلیدی ہے۔ تقسیم وطن سے پہلے ۱۹۳۴ء اور بعد میں ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریکیں اس کا ثبوت ہیں۔

عالم عرب میں فتنۂ قادیانیت سے آگاہی عام کرنے میں اوّلین خدمت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ ان کی کتاب ''القادیانیہ'' عربی اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں ہے۔ بعد کے لکھنے والوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی کتاب بھی قابل ذکر ہے۔

قادیانیوں کی ڈھٹائی یہ ہے کہ وہ اپنے چینل MTV پر آج بھی مرزا طاہر کی سوال وجواب کی نشستیں دکھاتے ہیں ۔ جس میں حسن عودہ نامی فلسطینی نوجوان کو مرزا کے سیکرٹری اور عربی ترجمان کا کردار ادا کرتے ہوئے دکھلایا جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو قادیانیت سے توبہ کی توفیق اور ہدایت عطاء فرمادی تھی۔

سعودی عرب سے' الشیخ محمد خیر محمد مکی، الشیخ عبدالحفیظ مکی وغیرہم محاسبۂ قادیانیت کے سلسلے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ سعودی ائمہ ومشائخ نے ہمیشہ ہی اس ضمن میں دوٹوک اصولی مؤقف کا اظہار کیا ہے۔

حکومتِ پاکستان کی قادیانیت نوازی' ختم نبوت کے اقراری حلف کے خاتمے سے نہایت سنگین حدوں میں داخل ہوگئی ہے۔ او آئی سی اور رابطہ عالم اسلامی جیسے عالمی اداروں کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہیے کہ یہ قادیانیوں کو حرمین کے تقدس کی

پامالی کی کھلی چھٹی دینے کے مترادف ہے۔

صدر پرویز مشرف کے معتمد اور مشیرِ خاص طارق عزیز ایک معروف اور خاندانی قادیانی ہیں۔

چناب نگر (پرانا نام......ربوہ) کی زمین کوڑیوں کے مول' جماعتِ احمدیہ نے ۱۹۴۷ء میں' اس وقت کے انگریز گورنر پنجاب سرفرانسس موڈی سے ''خریدی'' تھی۔ اب گزشتہ چند سال میں' بیرون ملک مقیم قادیانی ڈالر، پونڈ اور یورو کی اندھا دھند بارش سے' چناب نگر کے گردونواح کی اراضی دھڑا دھڑ خرید رہے ہیں۔ حکومتی ادارے اس کارروائی پر چپ ہیں۔ ملکی سلامتی کے نقطۂ نظر سے بھی اور بڑھتی ہوئی معاشی طبقاتیت کے خوفناک نتائج سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اراضی کی غیر حقیقی طور پر قیمتیں بڑھانے اور چکانے والوں کا محاسبہ کیا جائے۔ ''طاہر آباد'' اور ''نیو ربوہ'' جیسی یورپی اور امریکی سٹائل کی ماڈرن کالونیاں بسانے والا قادیانی لینڈ مافیا ہزاروں ایکڑ زمین خرید کر' عملاً چناب نگر کی محدود فضا سے باہر نکل کر اطراف وجوانب میں دور تک اثر ونفوذ حاصل کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان میں دوسرے ''اسرائیل'' کے قیام کی یہودی سازش ہے۔

وفاقی حکومت کی طرف سے حال ہی میں فرقہ واریت اور مذہبی تشدد کا سبب بننے والی نوے کے قریب کتابوں پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ نہایت حیران کن بات یہ ہے کہ اس فہرست میں عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح اور حفاظت کے لیے لکھی گئی بہت سی کتب بھی شامل ہیں۔ کیا قادیانیوں کے کفر، دجل اور تلبیس کی وضاحت اور مذمت کرنا ''فرقہ واریت'' ہے؟ ملکی آئین جن کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے' ان کو ''فرقہ'' کے درجے پر لا کر' کھل کھیلنے کی اجازت دینا، دفاعی حصار فراہم کرنا اور حفاظتی چھتری تلے پروان چڑھانا اور پالنا پوسنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟

پرویز حکومت نے کسی قادیانی جریدے یا مجلّے یا کتاب پر آج تک پابندی نہیں لگائی۔ حالانکہ وہ لوگ کھلم کھلا ملکی قانون کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے لیے اسلامی شعائر اور اصطلاحات کا استعمال روا رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس...... ''نقیبِ ختم نبوت'' جیسے سنجیدہ، تحریکی اور علمی مجلّے کو کئی بار انتباہی نوٹس موصول ہو چکے ہیں۔

قومی اسمبلی کے جس تاریخی فیصلے کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا' وہ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو صادر ہوا تھا۔ پرویز مشرف کے عہدِ حکومت میں' اس دن کو منانے کی خصوصی اور شعوری محنت کی گئی جو الحمدللہ کامیاب رہی ہے۔ مقصد ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ رسالت کے ایشوز کو بہر صورت زندہ رکھنا ہے۔

قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پا جانے کے بعد' محاسبۂ مرزائیت کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ ان کی حیثیت تب سے ایک زخمی سانپ کی سی ہے۔ ''ربوہ'' کی خود مختار ''ریاست'' میں پہلی دراز ۲۸رفروری ۱۹۷۶ء کو اس وقت پڑی جب وہاں مسلمانوں کے پہلے دینی مرکز' مسجد احرار'' کا افتتاح ہوا۔ یہ ایک تاریخی نمازِ جمعہ تھی جس کی ادائیگی سے ملک بھر کے مسلمانوں کو روکنے کے لیے' اس وقت کے وزیر اعلیٰ حنیف رامے کی حکومت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور درجنوں احرار کارکنوں کو نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ رامے صاحب نے پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے احتجاج پر کہا کہ: ''سید عطاء المحسن بخاریؒ نے احمدیوں کو گالیاں دی

ہیں، اس لیے انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔''

مجلس احرارِ اسلام چناب نگر کے گردونواح میں آباد پسماندہ بستیوں کے مسلمان بچوں کی تعلیم اور مسلمان جاگیرداروں کے ظلم وستم کے مقابلے میں صحت اور تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے میں برابر کوشاں ہے۔ میٹرک تک مفت تعلیم ،قرآن کریم کی حفظ وناظرہ تعلیم اور درسِ نظامی جیسے مختلف شعبے الحمدللہ کامیابی سے چل رہے ہیں۔ سال بھر میں وقتاً فوقتاً مفت میڈیکل کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ اب ایک کروڑ روپے کی لاگت سے ایک بڑے ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیرِ عمل ہے، اس کے لیے زمین خرید لی گئی ہے۔

مجلس احرار اسلام کے دو شعبے اس وقت مصروفِ عمل ہیں۔

(۱) شعبۂ تبلیغ بعنوان: تحریک تحفظ ختم نبوت۔ جس کے تحت اندرون وبیرونِ ملک ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے حوالے سے تحریکی، عوامی اور تحریری تقاضے تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔

(۲) شعبۂ تعلیم بعنوان: وفاق المدارس الاحرار جس کے تحت ملک بھر میں تیس (۳۰) کے قریب مدارس دینیہ کام کر رہے ہیں۔

میں اُردو نیوز ''جدہ'' کے عملہ ادارت کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری گزارشات سننے کے لیے اس تقریب کا اہتمام کیا اور دیگر سامعین کا بھی ممنون ہوں جو اپنا قیمتی وقت نکال کر میرے لیے تشریف لائے۔

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

3 دسمبر 2006ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

سلیم الیکٹرونکس

SALEEM ELECTRONICS, MULTAN

SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN

ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر

Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی

061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

ترجمہ وتلخیص: فدامحمد عدیل (تیسری قسط)

گوانتاناموبے میں کیا قیامت ڈھائی جارہی ہے؟

پاکستان میں طالبان کے آخری سفیر ملا عبدالسلام ضعیف
امریکی عقوبت خانے میں گزرے لہورنگ شب وروز کی دل گداز روداد بیان کررہے ہیں

یکم جولائی ۲۰۰۲ء کی شام بہت زیادہ تعداد میں امریکی فوجی آئے اور ہم میں سے آٹھ افراد کو قطار میں کھڑا کرکے سروں پر کالے تھیلے چڑھائے گئے، کانوں میں روئی ٹھونسی گئی اور ہاتھ باندھے گئے۔ ہم آٹھ افراد کو ایک دوسرے کمرے میں منتقل کردیا گیا، جہاں ہمارے کپڑے اتارے گئے اور ہماری برہنہ فوٹوگرافی شروع ہوئی۔ اس کے بعد سرخ رنگ کے کپڑے اور سرخ بوٹ پہنائے گئے، ہاتھ اور پاؤں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈالی گئیں۔ ہتھکڑیاں ایسی سخت تھیں کہ ہم اپنے ہاتھوں کو حرکت تک نہ دے سکتے تھے۔ کچھ دیر بعد ہمیں مار مار کر اور دھکے دے دے کر جہاز میں سوار کرایا گیا جہاں ہم سب کو ایک مشترکہ زنجیر سے باندھ کر اس کو تالا لگا دیا گیا۔ زنجیر کو اس قدر کس کے باندھا گیا تھا کہ کوئی بھی ساتھی حرکت نہ کرسکتا تھا، نہ آگے نہ پیچھے، نہ دائیں نہ بائیں۔ ایک نئے عذاب نے ہمیں گھیر لیا۔ جہاز نے اڑان بھری، ہر قیدی کے سامنے دو فوجی کھڑے ہوگئے۔ وقت گزارنے کے ساتھ قیدیوں کی فریاد بھی بڑھتی گئی۔ میرے ساتھ ہی بندھے خیراللہ خیرخواہ (سابق گورنر ہرات) نے کئی بار ہاتھوں میں تکلیف کی شکایت کی مگر بے سود۔ میں بھی سخت اذیت سے دوچار تھا۔ کمر ٹوٹتی محسوس ہورہی تھی، پاؤں میں اتنا شدید درد تھا جیسے کاٹے گئے ہوں۔ شکایت اس لیے نہیں کرسکتا تھا کہ قصائی کو کون ڈاکٹر سمجھتا ہے؟ کچھ دیر بعد بہت سے ساتھیوں نے تکلیف کے مارے باقاعدہ رونا شروع کردیا۔ جیسے ہر کوئی نزع کی حالت میں ہو۔ ہمیں پرواز سے چار گھنٹے قبل جہاز میں باندھا گیا تھا۔ تین گھنٹے جہاز اترنے کے بعد رکھا گیا جبکہ بیس گھنٹے کی مسافت تھی۔ اس طرح جہاز سے قید خانے تک ہم نے جو وقت لیا' وہ کل ملا کر ۳۰ گھنٹے بنتا ہے۔ ہم ۳۰ گھنٹے زندگی کے سخت ترین عذاب سے گزرے۔ ہمیں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کڑے وقت کی جزا اپنی رضا کی صورت میں ضرور عطا فرمائے گا۔ قندھار سے گوانتاناموبے تک ہر قیدی کو صرف ایک گلاس پانی اور ایک عدد سیب دیا گیا۔ شاباش انسانی حقوق کے علمبردارو! ۳۰ گھنٹے اور ایک گلاس پانی اور ایک سیب؟ اس سے اندازہ لگائیے کہ انسانیت کا کتنا احترام ہے امریکی دلوں میں۔ میں نے سیب کو ہاتھ لگایا نہ پانی کو۔ اوّل تو ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، دوم اگر میں کچھ کھاتا پیتا تو پیشاب کی صورت میں ایک نئے عذاب سے گزرنا پڑتا۔ ہم سب کے ہاتھ پاؤں سوج گئے۔ دس بارہ گھنٹے بعد تو بالکل بے حس ہوگئے۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں چبھ گئی تھیں' جن کو اتارتے وقت امریکیوں کو بھی دقت ہوئی۔ دورانِ سفر جہاز کچھ وقفے کے لیے ایک جگہ اترا بھی تھا مگر ہمیں پتا نہیں چلا کہ وہ کونسی جگہ تھی۔

ہمیں جہاز سے ایک ایک کرکے اتارا گیا۔ پھر ایک دوسرے کے پیچھے باندھ کر گاڑیوں میں ٹھونسا گیا۔ انگلش اور عربی زبانوں میں حرکت نہ کرنے کا حکم بار بار سنایا جاتا۔ کوئی حرکت کرتا تو زوردار لات اس کا مقدر بن جاتی۔ میں نے بھی

متعدد لاتیں کھائیں۔ ہمارے ہاتھ پاؤں کی سوجن ایک مہینے تک برقرار رہی جبکہ تین مہینے تک ہاتھ پاؤں ایسے محسوس ہوتے تھے جیسے شل ہو چکے ہوں۔ ہم سب کو گاڑیوں سے اتارا گیا اور سیدھا ایک کلینک لے جایا گیا جہاں سارے قیدیوں کے ایکسرے کرائے گئے۔ پھر ایک تفتیشی کمرے میں لے جایا گیا۔ میری باری آئی تو پہلے مجھے اس کمرے میں باندھا گیا، کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جو فارسی بولتا تھا۔ اس نے پوچھا کیسے ہو؟ میرا نام ٹام ہے، مجھے یہاں تفتیش پر مامور کیا گیا ہے۔ میں سخت تھکا ہوا تھا، بات نہ کرسکتا تھا۔ صرف اتنا کہا کہ میں بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر دیکھیں گے مگر اس کا بات کرنے کا اصرار بڑھتا رہا۔ میں نے سوچا کہ پہلے میں گوانتانا موبے بھیجے جانے سے ڈرتا تھا، اب ڈر کا ہے کا؟ بلکہ اب تو میں موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ ٹام جتنا اصرار کرتا اتنا ہی میں سخت ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ مایوس ہو کر واپس پلٹ گیا۔ کچھ دیر بعد فوجی آئے اور مجھے روانہ کر دیا۔ ہم سب قیدیوں کو اس قید خانے لے جایا گیا جو آہنی کنٹینر سے بنایا گیا تھا۔ یہاں ہمارے ہاتھ پاؤں کھولے گئے۔ ایک فوجی آیا اور قیدیوں کو پہلے سے تیار کیا گیا، کھانا دیا۔ یہاں خوشی کی بات یہ تھی کہ پانچ مہینے کے بعد پانی ملا جس سے ہم وضو کرسکیں۔ میں نے جلدی جلدی وضو بنایا، نماز پڑھی اور سو گیا۔ کچھ دیر سویا تھا کہ قیدیوں کی آواز سے جاگا جو بلند آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ رات لمبی ہوگئی تھی۔ کچھ بھائیوں نے کہا کہ یہاں دھوپ نہیں نکلے گی، کسی نے خیال ظاہر کیا کہ یہاں رات ۱۸ گھنٹے کی ہوگی۔ حقیقت کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ میں پھر سو گیا، تہجد کے لیے بھی نہ اٹھا۔ فجر کی نماز تک گہری نیند سوتا رہا، نہ فوجیوں کی آواز تھی اور نہ کتوں کے بھونکنے کی۔ صبح ہوئی، نماز پڑھی پھر گپ شپ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اچھی بات یہ تھی کہ اندر بلاک میں باتوں پر پابندی نہ تھی اور فوجیوں کا رویہ باگرام اور قندھار میں متعین فوجیوں سے بہتر تھا۔ نسبتاً آزادی تھی مگر یہ آزادی قفس کے اندر تھی۔ ہر قید خانے کی لمبائی چھ فٹ اور اونچائی ساڑھے چار فٹ تھی۔ جستی چادر کی ایک شیٹ قید خانے کے درمیان میں ویلڈ کی گئی تھی جو چارپائی کا کام دیتی تھی۔ بیت الخلاء قید خانے کے اندر ہی بنایا گیا تھا، گویا نیند، خوراک، نماز اور رفع حاجت ساری ضرورتیں اتنی سی مختصر جگہ میں پوری کرنی ہوتی تھیں۔ اس جگہ کو آپ پنجرے کا نام دے سکتے ہیں۔ دو پنجروں کے مابین آہنی جالیاں تھیں، رفع حاجت کے وقت بہت مشکل پیش آتی تھی۔ کوشش ہماری یہ ہوتی کہ ایک دوسرے سے پردہ کرسکیں۔ ہم جس پرواز میں آئے تھے اس میں ۷ افغانی بھائی تھے جبکہ باقی عرب تھے۔ ان میں خیر اللہ خیر خواہ، حاجی محمد صراف، مولوی محمد رحیم مسلم دوست، بدر الزمان، سنگین خیر اللہ اور دوسرے بھائی جن کے نام اب یاد نہیں شامل تھے۔ ساتھی کہتے کہ یہ گوانتانا موبے نہیں عرب کا کوئی جزیرہ ہے کیونکہ آب وہوا عرب ممالک کی طرح ہے۔ ہمیں قبلے کی سمت کا بھی کچھ پتا نہ تھا۔ عرب بھائی امریکیوں کے ہر قول وفعل پر شک کیا کرتے تھے۔ بعض قیدیوں کو شک تھا کہ پہرے پر مامور فوجی امریکی نہیں، عرب ہیں۔ اسی لیے وہ ان فوجیوں کے سامنے عربی میں بات نہیں کیا کرتے تھے تاکہ ان کے راز افشاں نہ ہوں۔ کبھی کبھی ان فوجیوں کے منہ سے بھی عربی الفاظ نکلتے تھے۔ مثلاً جب کسی قیدی کے سامنے آتے تو کہتے ''کیف حالک؟''

گوانتانا موبے کا پہلا کیمپ:

ہمیں گوانتانا موبے میں پہلی دفعہ جس کیمپ لے جایا گیا، اس کے ۸ بلاک تھے۔ ہر بلاک میں ۴۸ قیدیوں کو رکھا جاتا۔ دو پھرنے یعنی واک کی جگہیں اور ۴ باتھ روم بھی تھے۔ یہ سارے بلاک لوہے کے بنائے گئے تھے، چھت اور فرش بھی

آہنی تھے اور دیواریں بھی۔ دیوار میں ایک چھوٹا سوراخ ہوتا تھا جس سے ہمیں کھانا دیا جاتا تھا۔ یہ سوراخ صرف کھانے کے وقت ہی کھلتا۔ یہاں کے فوجی انتہائی بداخلاق تھے۔ قیدیوں کو انتہائی کم کھانا دیتے تھے۔ ایک بلاک کے قیدی دوسرے بلاک کے قیدیوں سے بات چیت نہ کر سکتے تھے۔ سرخ رنگ کے موٹے اور کھردرے کپڑے پہننے کے لیے دیئے جاتے۔ زیر جامہ کچھ نہ تھا جس کی وجہ سے بہت سے قیدیوں کی جلد خراب ہوگئی تھی۔ ہر قیدی کے لیے کوٹھڑی نما کمرہ مخصوص تھا جس میں دو پتلے بستر، ایک چھوٹی پلاسٹک شیٹ، ایک ٹوتھ برش اور قرآن مجید کا ایک نسخہ پڑا ہوتا۔ کوئی قیدی سزاوار ہوتا تو صرف پلاسٹک کی شیٹ اس کے پاس رہنے دی جاتی تھی، باقی چیزیں لے لی جاتیں۔ قیدیوں کا زیادہ تر وقت سزا میں گزرتا۔ بعد میں دوسرا کیمپ بھی بنا۔ جنرل بدل گئے جس سے شرائط میں بھی تبدیلیاں آگئیں۔ سختیاں بڑھ گئیں اور تین مزید بلاک قائم کیے گئے، مذہبی کتابیں لے لی گئیں، روزانہ حجامت کی جانے لگی، قیدیوں کو چار کیٹگریز میں تقسیم کر دیا گیا۔ سب سے سخت شرائط والا درجہ چوتھا تھا۔ اس درجے والے قیدیوں کو صرف پلاسٹک کی ایک شیٹ دی جاتی تھی جو سردی سے بچاؤ کے لیے ناکافی تھی۔ ارزگان کے رہنے والے ملا عبدالغفور میرے پڑوسی تھے، ہر وقت سزاوار رہتے۔ امریکی تعصب ان کے لیے دن بدن بڑھتا رہا۔ وہ آخر کار اتنا تنگ آ گئے کہ جب بھی کوئی امریکی فوجی نظر آتا تو گلے پر ذبح کرنے کے انداز میں انگلی پھیر کر اپنے انداز میں امریکی فوجی کو ذبح کرنے کی دھمکی دیتے اور ہر وقت انتقام لینے کی باتیں کیا کرتے تھے۔ امریکی ترجمانوں کو بھی برا بھلا کہتے تھے۔ میں ان کو بہت سمجھاتا تھا اور سزا سے ڈراتا تھا لیکن وہ نہ مانتے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کی شہادت کی خبر ملی۔ اسی طرح میری گوانتانا موبے میں موجودگی کے دوران قندھار کے ملا شہزادہ کی شہادت کی خبر بھی ملی جن کو رہا کیا جاتا تو وہ افغانستان واپسی پر پھر امریکیوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیتے اور پھر گرفتار ہو کر یہاں پہنچ جاتے۔

قرآن رکھنے کی سزا

گوانتانا موبے میں قرآن کریم کے بے حرمتی معمول بن گیا تھا۔ امریکیوں کو بھی پتا تھا کہ مسلمان قرآن کریم کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہماری ۸۰ فیصد سزاؤں کا موجب قرآن کریم ہی تھا۔ وہ بار بار قرآن کریم کی بے حرمتی کرتے اور قیدی ہر بار غیرت ایمانی کا مظاہرہ کر کے اپنے اپنے انداز میں اس پر احتجاج کرتے اور سزا پاتے۔ ہم کہتے کہ قرآن کریم کے بدلے کوئی دوسرا مذہبی لٹریچر دے دو مگر امریکی فوجی حکام ایسا نہ کرتے کیونکہ قیدیوں کو سزائیں دینے کا ان کے پاس قرآن کریم کی صورت میں بہانہ موجود تھا۔ کوئی قیدی قرآن کریم اپنے پاس رکھتا تو بھی اس کو سزا دی جاتی تھی، نہ رکھتا پھر بھی سزاوار ہوتا۔ ارزگان کے رہائشی عبداللہ جن کا اصل نام خیر اللہ تھا اور خیر اللہ خیر خواہ کے نام سے گرفتار کر کے گوانتانا موبے پہنچایا گیا تھا' نے وہاں سے رہائی کے بعد مجھے بتایا کہ جب اس کو قندھار میں رکھا گیا تو ہر روز قیدی کی تلاشی لی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ زمین پر الٹا لٹا کر میری تلاشی لی گئی اور پاکٹ سائز قرآن مجید کا نسخہ لے کر ورق ورق کر کے پھاڑا گیا اور زمین پر پٹخ دیا۔ پھر امریکی فوجیوں کے کتے آئے اور قرآنی اوراق کو منہ میں پکڑا۔ یہ دل خراش منظر دیکھ کر میں بے اختیار کہہ اٹھا کہ اے کلام الٰہی! تیرا کیا گناہ ہے تو تو دہشت گرد نہیں ہے؟ سعودی عرب کے شاکر کہتے کہ تفتیش کار اکثر تفتیش کرتے وقت قرآن کریم کا نسخہ نیچے اپنے پاؤں کے پاس رکھتا اور مجھے اس خوف سے سچ سچ بولنا پڑتا کہ یہ بدبخت میری کسی جھوٹی بات پر قرآن مجید پر پاؤں نہ رکھ دے۔

دوسرا اور تیسرا کیمپ:

میں سال ۲۰۰۳ء تک ڈیلٹا کیمپ کے بلاک نمبر ۱۵ گولڈ بلاک کی کوٹھڑی نمبر ۸ میں قید رہا۔ پھر تیسرے کیمپ کی ۳۰ نمبر کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ بلاک نسبتاً لطف اندوز اس لیے تھا کہ یہاں سے دریا نظر آتا تھا جو صرف ۵۰ میٹر دور تھا، کشتیاں بھی نظر آ جاتی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد انفرادی کوٹھڑی لے جایا گیا۔ میں زیادہ تر وہاں رہا۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف پندرہ منٹ واک کی اجازت ملتی۔ اس دوران بھی ہاتھ پیچھے بندھے ہوتے۔ بہت عرصے تک ناخن کاٹنے اور سر کے بال مونڈھنے کی مشین کا بندوبست نہ تھا، کھانا بہت کم ملتا تھا، کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا کہ پورا مہینہ ایک مرتبہ بھی پیٹ بھر کے کھانا نصیب نہ ہوتا۔ بھوکا رکھنے کی وجہ سے اکثر قیدی بیمار رہتے، کھانا فوجی تقسیم کرتے تھے اور اس تقسیم کا کوئی قانونی اندازہ نہیں تھا۔ پلاسٹک کے لفافوں اور برتنوں میں خوراک تقسیم ہوتی تھی۔ ڈسپوزایبل برتن واپس لے لیے جاتے اور تلف کرنے کی بجائے انہی برتنوں میں دوبارہ کھانا دیا جاتا۔ خوراک میں مچھلی، مرغی، گوشت، بھنڈی، لوبیا، گوبھی، آلو، چاول اور انڈے ملتے تھے۔ روٹی چار قسم کی ہوتی۔ کھانا باری باری پکتا تھا، سبزی ابلی ہوئی ملتی اور سالن اکثر ٹھنڈا ہوتا جس کی وجہ سے قیدیوں کو قبض کی شکایت رہتی تھی۔ مچھلی بدبودار ہوتی اور مرغی کے گوشت میں خون صاف نظر آتا، چاول اتنے کم ہوتے کہ نصیب اللہ نامی ہمارے ایک ساتھی ایک نوالہ بھر کر کھا لیتے تھے۔ روٹی اتنی کم مقدار میں ملتی کہ بچے کا پیٹ بھی اس سے نہ بھر سکتا تھا۔ تاہم دن کو تین قسم کا فروٹ بھی دیا جاتا جبکہ ناشتے میں ایک گلاس دودھ دیا جاتا جو روٹی کی کمی پوری کر دیتا تھا۔ متعصب فوجیوں کی ڈیوٹی ہوتی تو فروٹ اور دودھ نہ ملتا اور نماز با جماعت پڑھنے پر بھی پابندی لگ جاتی۔ بند کوٹھڑیوں میں قیدیوں کو نماز کے اوقات کا پتا نہ چلتا۔ اس لیے ہر قیدی اپنے اندازے کے مطابق نماز پڑھتا، نسبتاً کھلے قید خانوں سے اذان کی آواز آتی تو امریکی فوجی ہوا میں مکا لہرا کر نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ ڈیلٹا کا تیسرا کیمپ بننے سے مشکلات بڑھ گئیں، کھانا کم کر دیا گیا اور قیدیوں کی حالت مزید خراب ہوگئی، سزا میں مزید سختی لائی گئی۔ کیوبک کے نام سے نیا کیمپ قائم کیا گیا جہاں سخت سردی میں قیدیوں کو صرف ایک نیکر میں رکھا جاتا۔ یہ قیدی لوہے کی ٹھنڈی چادر پر سوتے اور نماز بھی نیکر میں ہی پڑھتے۔ سخت سردی کی وجہ سے اکثر قیدی بیٹھ کر سوتے تھے۔ بیت الخلاء بھی کھلا تھا اور پردے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ بدن کی گرمائش کے لیے قیدی اکثر چھلانگیں لگاتے تھے یعنی ایک جگہ کھڑے ہو کر جمپنگ کیا کرتے تھے۔ واش روم میں ٹائلٹ پیپر ہوتا نہ پانی۔ اس لیے اکثر قیدی پینے کا پانی اپنی صفائی کے لیے رکھ دیتے اور پانی اس لیے بھی کم پیتے تاکہ پیشاب نہ آئے۔ اسی وجہ سے روٹی بھی کم کھاتے تاکہ لیٹرین کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس کیمپ میں پلیٹ کی بجائے ہاتھ میں کھانا دیا جاتا تھا۔ انسانی حقوق کے علمبرداروں سے اسی سلوک کی توقع رکھی جا سکتی تھی۔ مجھے اس کیمپ میں کم از کم ایک مہینہ رکھا گیا۔ جو قیدی فوجیوں کے ساتھ الجھتے' ان کی قید میں پانچ مہینے تک توسیع کر دی جاتی تھی۔

گوانتانامو بے میں ایک بلاک پاگلوں کے لیے بنایا گیا تھا۔ جس میں تنگ آ کر بعض قیدی خودکشی کر لیتے۔ خودکشی کے واقعات بڑھ گئے تو قیدیوں کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا جانے لگا اور نشہ آور چیز کھلا کر یا انجکشن لگا کر ان کو بے یارومددگار چھوڑ دیا جاتا۔

بعد میں دو مزید کیمپ بن گئے۔ ایک بہت سخت تھا۔ جبکہ دوسرے میں زندگی نسبتاً آسان تھی۔ ایک کو 4 th

Camp کا نام دیا گیا اور آخری کو 5th Camp کہا گیا۔ آخری کیمپ میں بہت سختیاں تھیں۔ یہاں زندگی گزارنے کے لیے پہاڑ جتنے حوصلے کی ضرورت تھی۔ اکثر قیدیوں کو اس کیمپ سے یا تو منتقل کر دیا جاتا یا پھر رہا کر دیا جاتا۔ ایک فوجی کی میرے ساتھ گپ شپ تھی' اس نے بھی مجھ سے یہ بات چھپائی کہ ان قیدیوں کو کہاں منتقل کیا جاتا ہے۔ جو بھائی پانچویں کیمپ سے واپس لایا جاتا تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا ہوتا۔ ہم اس کی شکل سے ڈرتے۔ اس کیمپ کو قیدی ''پانچویں قبر'' کہتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ بوسنیا کے شیخ جابر سے پوچھا کہ آپ کس کیمپ میں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا ''میں زندگی کی قبر میں ہوں''۔ چوتھا کیمپ اس لیے بنایا گیا تھا تاکہ جن قیدیوں کو رہا جاتا ہے کو یہاں رکھ کر ان کی صحت بحال کی جا سکے۔ شاید اسی مقصد کے لیے قیدیوں کو پورا کھانا اور وافر مقدار میں فروٹ دیا جاتا۔ اس کیمپ میں ۲۰۰ افراد کی گنجائش تھی اور فوجیوں کا سلوک ٹھیک تھا۔ یہاں ہر کمرہ دس افراد کے لیے تھا۔ بلاکوں کے سامنے کھانے اور واک کرنے کی بڑی جگہیں تھیں۔ باجماعت نماز پڑھنے اور ورزش کرنے کی یہاں اجازت تھی۔ ہر کمرے میں دو دو پنکھے لگے ہوتے۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک بار نمائشی فلم بھی دکھائی جاتی۔ اکثر قیدی فلم دکھانے اور دیکھنے کی مخالفت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تو ایک عرب بھائی نے ٹی وی توڑ دیا تھا۔ ایک سکول بھی کھولا گیا تھا اور اس سکول کے بعض طلباء کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی۔ طبی چیک اپ کا نظام بھی اچھا تھا۔ فٹ بال، والی بال اور بیڈمنٹن کھیلنے کی اجازت تھی۔ جب کوئی وفد آتا تو کھیلوں کی سرگرمیاں منسوخ ہو جاتیں۔ وفد کے لوگ آتے ہماری اور کمروں کی تصاویر بناتے، ہمیں ان سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ان میں اکثر امریکی سینیٹرز، صحافی اور سیاح ہوتے۔ اس کیمپ کا یونیفارم سفید رنگ کا تھا۔ زیر جامہ اور بنیان بھی دی جاتی۔ یونیفارم کے تین جوڑے دیئے جاتے، جنہیں خود دھونے کی اجازت تھی۔ صابن اور شیمپو بھی دیا جاتا تھا۔ کوئی قیدی کیمپ کے ابتدائی حصے میں منتقل ہو جاتا تو اس کی رہائی کی بات پھیل جاتی۔ ہمیں بھی یقین ہوتا کہ اب اس کو رہا کر دیا جائے گا اور امریکی بھی کہتے کہ کیمپ کے اس حصے میں ایک مہینے سے زیادہ کسی کو قید نہیں رکھا جاتا اور اس کے بعد اس کو رہا کر دیا جاتا ہے۔ مگر بعض

جب ہماری داڑھیاں مونڈ دی گئیں

ایک دن صبح سویرے ہم خیمے کے اندر بیٹھے تھے کہ کئی فوجیوں نے آکر قیدیوں کو زنجیریں اور بیڑیاں ڈالنی شروع کر دیں۔ پھر دس دس کر کے قیدیوں کو باہر لے جانا شروع کر دیا۔ ساتھیوں نے طرح طرح کے تبصرے شروع کر دیئے۔ کوئی کہتا کہ دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا ہے، کسی کا تبصرہ تھا کہ سب کو رہا کیا جا رہا ہے۔ غرض' جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ کچھ دیر بعد پہلے والے دس قیدیوں کو واپس لایا گیا تو ان کی داڑھیاں، مونچھیں اور ابرو تک کے بال صاف کر دیئے گئے تھے۔ میری باری آئی اور مجھے نائی کے سامنے بٹھا دیا گیا۔ میں نے بہت منتیں کیں اور کئی بار مزاحمت کے لیے سر کو ہلایا مگر چہرے پر اتنا سخت تھپڑ پڑا کہ پانچ منٹ تک آنکھوں پر اندھیرا چھایا رہا۔ اس واقعے سے مجھے ایک دوسرا تھپڑ بھی یاد آیا جو ایک ڈاکٹر نے مجھے مارا تھا۔ ایک بار معائنہ کراتے وقت آنکھوں کے ڈاکٹر کو استفسار پر وجہ بتائی تو اس نے تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ شکایت کیوں کرتے ہو۔ ہم اس وجہ سے شکایت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یمنی مجاہد شیخ صالح کی بہت لمبی اور گھنی داڑھی تھی۔ ان کی داڑھی مونڈھی گئی تو وہ بہت رویا تھا مگر جب داڑھی صاف ہونے پر' میں نے رونا شروع کیا تو مجھے تسلیاں دیتا رہا کہ اسی میں اللہ کی رضا ہوگی۔ ہمارا غیرت مند رب اس کا صلہ ضرور عطا کرے گا۔ میں اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ میرا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

اوقات یہ ایک مہینہ برسوں میں تبدیل ہوجاتا۔امریکیوں کی یہ وعدہ خلافی اور جھوٹ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہ تھی۔ ہر بلاک کے دروازے پر قواعد وضوابط یا ہدایت نامے درج ہوتے تھے۔ان میں لکھا ہوتا کہ ہماری اطاعت کرو گے تو زندگی آسان ہوگی،امتیازی سلوک آپ کا حق نہیں مگر اطاعت کرنے والوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاسکتا ہے۔بصورت دیگر مزید سختیوں کے لیے تیار رہو۔

افغانستان کا وفد:

ایک دن مجھے اکیلے تفتیش کے نام پر اسی جگہ لے جا کر باندھا گیا جو میں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔میں کسی تفتیش کار کا انتظار کرنے لگا مگر دیکھا کہ چند افغان باشندے آئے ،سلام کیا اور ادھر ادھر پڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔انہوں نے اپنا تعارف افغان حکومت کے نمائندوں کے طور پر کرایا،ان میں قندھار اور جلال آباد سے تعلق رکھنے والے دو پختون، باقی پنج شیری تھے۔قندھار نے پانی کا گلاس دیا پھر سوالات پوچھنا شروع کردیئے۔سوالات وہی تھے جو امریکی پوچھتے تھے جبکہ میرے جوابات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔اس دوران ایک امریکی عورت آئی جو بار بار ان افراد کے کان میں سرگوشی کرتی اور ان کو کچھ لکھا ہوا دیتی، میں نے حقیقت جاننا چاہی اور ان سے پوچھا کہ آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کی رہائی چاہتے ہیں۔میں نے کہا کہ آپ کا عمل اور رویہ یہ نہیں ثابت کرتا کہ آپ میری رہائی چاہتے ہیں۔جواباً وہ سب خاموش رہے۔میں بھی سمجھ گیا کہ وہ بے بس ہیں کیونکہ بات کرتے وقت بھی وہ چوروں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھتے۔میں نے ان پر یہ اعتماد بھی نہیں کیا کہ یہ ہمارے ملک کے حکومتی نمائندے ہوں گے کیونکہ ان کی صلاحیتیں انتہائی کم معلوم ہوتی تھیں۔ان کے بارے میں دوسرے قیدیوں کے بھی میری طرح کے تاثرات تھے۔بعض قیدی تو ان کے سوالوں کا جواب گالیوں کی صورت میں دیتے تھے۔وہ تفتیش میں امریکیوں سے بھی سخت تھے اور خود کو لاعلم ظاہر کرتے تھے۔چونکہ امریکیوں کے لیے کام کرتے تھے'اس لیے قیدی بھی ان کے ساتھ نرمی نہیں برتتے تھے۔چند دن بعد ۱۶/جون ۲۰۰۴ء کو مجھے واپس چوتھے کیمپ منتقل کردیا گیا جہاں مجھے ایک سال اور چند مہینے رکھا گیا۔

چشم دید واقعات:

مجھے تین سال چھ مہینے تک مختلف کیمپوں اور قید خانوں میں رکھا گیا۔اس دوران ایسے ایسے واقعات دیکھے جو ہلا دینے والے تھے اور جنہیں اب بھی یاد کرتا ہوں تو رونا آجاتا ہے۔امریکی فوجی قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھتے تھے'وہ مسلمہ انسانی و بین الاقوامی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔۲۰۰۳ء میں رمضان المبارک میں دو دن باقی تھے'امریکی آئے اور کہا رمضان المبارک کے احترام میں آپ کو دگنا کھانا دیا جائے گا۔افطاری کے وقت جوس اور کھجوریں بھی دی جائیں گی۔یہ ہمارے لیے بہت خوشی کی بات تھی مگر ان کی یہ بات اعلانات تک محدود رہی۔صبح ہوئی تو ان کا سلوک اور بھی برا ہوگیا۔بلاک کے آخری حصے میں تین قیدیوں نے فوجیوں کے ساتھ لڑائی کی۔ایک قیدی نے فوجی پر پانی ڈالا۔اس کی سزا پورے کیمپ کے قیدیوں کو رمضان پیکج واپس لے کر دی گئی اور فوجیوں نے مزید وحشیانہ سلوک شروع کردیا۔ہم نے بارہا امریکی فوجی افسروں سے کہا کہ صرف اس شخص کی سزا پورے کیمپ کے قیدیوں کو کیوں دی جارہی ہے؟ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور رمضان المبارک کا احترام ممکن بنائیں۔جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم فوجی ہیں اور ہمارا قانون یہ ہے کہ ایک آدمی کی سزا سب کو دیتے ہیں۔یہ ایسا جھوٹ تھا جسے ہم خوف کے مارے جھوٹ نہیں کہہ سکتے تھے۔ایک مرتبہ ایک بدشکل خاتون فوجی نے

قیدیوں کی تلاشی کے دوران قصداً دومرتبہ قرآن مجید کوزمین پر پھینکا۔قیدیوں نے اس بے حرمتی پر خاتون فوجی کوسزا دینے کا مطالبہ کیا مگر امریکہ کی فوجی حکام نے اس مطالبے پر کان نہیں دھرا۔ پہلے کیمپ کے قیدیوں نے اس ظلم پر ہڑتال شروع کردی جس کا دوسرے اورتیسرے کیمپ کے قیدیوں نے بھی ساتھ دیا۔قیدوں نے نہانے کی جگہ جانے، کپڑے بدلنے اورکھیل وتفریح کے اوقات میں باہر نکلنے کا بائیکاٹ کردیا جس پر بارہ امریکی فوجیوں نے قیدیوں پر یلغار کردی۔وہ قیدیوں کوپکڑ پکڑ کران کی مونچھیں ،داڑھی اورابروصاف کردیتے،کسی کی آدھی داڑھی چھوڑ دیتے اورکسی کی ایک مونچھ۔اس ظلم وزیادتی پر باقی قیدی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے جبکہ بعض فوجیوں کوگالیوں اور بددعاؤں سے نوازتے۔اس دوران افواہ آئی کہ امریکی فوجیوں نے سعودی عرب کے مشعل نامی قیدی کواس قدر تشدد کا نشانہ بنایا کہ انہوں نے جامِ شہادت نوش کرلیا ہے۔اس افواہ سے حالات مزید سنگین ہوگئے۔اب فوجی بڑے بڑے مضبوط ڈنڈے اٹھائے پھرتے تھے۔ایسی گاڑیوں کا گشت مختلف کیمپوں میں شروع ہوا جن پرتوپیں اورمشین گنیں نصب تھیں، عصر کا وقت تھا جب عربی،انگریزی اوراردو میں اعلان ہوا کہ مشعل کی حالت نازک ہے،ان کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔اس اعلان سے قیدی بھی خاموش ہوگئے اوراس تجسس میں مبتلا ہوگئے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟اور پھر ہمارے ہم خیال ایک قیدی جو ہسپتال سے آیا تھا‘ نے بتایا کہ انہوں نے مشعل کودیکھا ہے،اس کی حالت واقعی خراب ہےاور پھر دوتین مہینے بعد پتا چلا کہ مشعل پر فالج کا حملہ ہوگیا ہےاوراس کے تمام اعضاء شل ہوگئے ہیں۔امریکی فوجیوں نے مشعل کوتشدد کا نشانہ کیوں بنایا تھا‘اس کا ہمیں آخر تک پتا نہ چل سکا۔مشعل نے دوسال چھے مہینے ہسپتال میں گزارے۔اس کو وہیل چیئر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تھا۔اتنا معذور تھا کہ بغیر سہارے کے نہ کھڑا ہوسکتا تھا اورنہ بیٹھ سکتا تھا۔آخر میں اسے سعودی حکومت کے حوالے کردیا گیا۔

پہلے پہل ہر کیمپ میں کھانے اور پھل وغیرہ کی اچھی خاصی مقدار ملتی تھی۔پھر ہر کیمپ کے انچارج نے عجیب رویہ اختیار کرنا شروع کردیا۔ہوایوں کہ ایک فوجی بار بار ہر قیدی کے پاس جاتا اور کھانے کے مینو،پسند وناپسند اور کمی بیشی کے بارے پوچھتا اورایک نوٹ بک میں تحریر کرتا جاتا۔نتیجہ اس عجیب کام کا یہ نکلا کہ کھانے پینے کی جو چیز قیدیوں کوپسند نہیں تھی‘اس کی مقدار بڑھائی گئی اورجس چیز کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کیا گیا‘اس کی مقدار کم کردی گئی۔خوراک کی اچھی چیزیں غائب ہوگئیں جبکہ ناکارہ اشیائے خورونوش میں اضافہ کردیا گیا۔وقت کے ساتھ مشکلات بڑھتی گئیں۔آغاز میں تفتیش یا ریڈکراس والوں سے ملنے یا ڈاکٹر کے پاس لے جاتے وقت ایک پٹے سے باندھا جاتا جو بعد میں زنجیر میں تبدیل ہوگیا اور پھر زنجیر سے پاؤں اور ہاتھوں کو بھی باندھا جانے لگا۔ہتھکڑی ایک کی بجائے تین تین پہنائی جانے لگیں۔پہلے آنکھیں بند نہ کی جاتی تھیں۔پانچویں کیمپ میں آنکھوں پر پٹی باندھنا اور کانوں میں روئی ٹھونسنا عام سی بات بن گئی تھی۔پہلے مذہبی کتابوں پر کوئی پابندی نہیں تھی جو بعد میں عائد کردی گئی۔اقتصادیات،ریاضی،بیالوجی،سیاست،تاریخ اور جغرافیہ کے موضوع پرمبنی کتابیں بھی بند کردی گئیں۔نیند پوری نہ لینے دی جاتی تھی۔ملا اخوند کو۴۰ دن اور رات تک نیند نہ کرنے دی گئی۔اس کوسخت سردی میں بھی ائرکنڈیشنڈ کمرے میں رکھا گیا۔فوجی گھی کے خالی کنستر بجاتے تاکہ قیدسونہ سکیں۔قیدیوں خصوصاً عرب قیدیوں کوموٹر لانچ میں بٹھا کرفل سپیڈ کے ساتھ چلائی جاتی۔رفتہ رفتہ علاج کی سہولتیں کم ہوتی گئیں۔ڈاکٹر ابتدائی مراحل میں آزاد تھے اورمریض قیدیوں کو دوائیاں بھی دیتے تھے مگر رفتہ رفتہ ان پر بھی پابندی عائد ہوگئی اور قیدیوں پرتوجہ بالکل نہ دی جاتی۔

خون کے کینسر میں مبتلا قندھار کے ولی محمد نامی قیدی کی تکلیف سے چیخیں نکل جاتیں مگر اس کے پاس کسی معالج کو نہیں بھیجا گیا۔ نتیجتاً اس کا سارا جسم سوج گیا۔ ہم مجبور ہو گئے کہ اس کے لیے احتجاج شروع کریں۔ ہم نے زور زور سے نعرہ تکبیر بلند کرنا شروع کر دیا اور قید خانے کی آہنی دیواروں کو مار مار کر شور مچانا شروع کر دیا جس سے فوجیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ فوجیوں نے اپنے افسروں کو بلایا، ترجمان کو لایا گیا پھر جا کر مریض کو کلینک لے جایا گیا جہاں اس کے مرض (بلڈ کینسر) کی تشخیص کی گئی۔ کینسر نے اس کے جگر کو بھی متاثر کیا تھا۔ اگر ولی محمد کا بروقت علاج ہوتا تو اس کا مرض اتنا نہ بڑھتا۔ ہم کبھی کبھار جینوا کنونشن کے تحت اپنے حقوق یاد دلاتے تو امریکی فوجی کہتے کہ جنیوا جا کر اپنے حقوق حاصل کر لو، یہ امریکہ ہے۔ ہم سے تفتیش کے دوران کوئی بامقصد جواب نہ پاتا اور تشدد کر کے تھک جاتے تو آخر میں خود اپنے صدر بش کو گالیاں دینا شروع کر دیتے۔ کبھی میڈیا کے لوگ یا حکومتی عہدیدار تماشا دیکھنے آتے تو سارے کیمپوں کا معائنہ کرانے کی بجائے ان کو صرف 4th Camp کا دورہ کرایا جاتا کیونکہ اس کیمپ کے حالات اچھے تھے۔ ایسے وفود کو دکھانے کے لیے نمائشی جگہیں بنائی گئی تھیں۔ اکثر مریضوں کو دورے کے اوقات میں نشہ دیا جاتا تھا تاکہ وہ سوتے رہیں اور امریکی وحشیانہ سلوک کا بھانڈا نہ پھوڑ سکیں۔ ایک مرتبہ چوتھے کیمپ کے دو قیدیوں نے ایک وفد کے ارکان کو بتایا کہ یہ نمائشی کیمپ ہے۔ آپ اگر حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو پہلے، دوسرے، تیسرے، پانچویں اور ایکو کیمپ کے قیدیوں اور مریضوں کا حال دیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم انصاف چاہتے ہیں، ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔ ہمیں عدالت میں پیش کیا جائے تاکہ پتا لگے کہ کتنے بے گناہوں کو دہشت گردی کے کھاتے میں سخت ترین عذاب سے گزارا جا رہا ہے۔ امریکی فوج نے بعد میں شکایت کرنے والے بیس افراد کو سزا کا مستحق قرار دے کر ان کو چوتھے کیمپ سے باہر نکالا اور ساری مراعات اور سہولیات واپس لے لیں۔

جھوٹ معلوم کرنے کی مشین

ایک بار مجھے تفتیش کے لیے لے جا کر کمرے میں سفید کرسی پر بٹھایا گیا اور خلافِ معمول ہاتھ پاؤں کھولے گئے۔ ایک چمکیلی آنکھوں والے چالاک امریکی نے ایک سفید ریش فارسی بولنے والے ترجمان کے ذریعے بتایا کہ (اشارہ کر کے) یہ مشین جھوٹ معلوم کرتی ہے اس کو Lie Detector Machine کہتے ہیں۔ یہ مشین آپ کے سچ اور جھوٹ کا پتا لگائے گی۔ پھر مجھے اس مشین پر بٹھایا گیا۔ میں نے کہا کہ یہ مشین پہلے کہاں تھی؟ آپ نے ساڑھے تین سال عذاب سے دوچار کیے رکھا۔ اگر یہ مشین پہلے استعمال ہو جاتی تو آپ کو سچ جھوٹ کا پتا چل جاتا۔ اس نے پہلا سوال پوچھا:

آپ کو کون بہتر جانتا ہے؟

میں نے جواب دیا کہ میرا خالق۔

پھر پوچھا اس کے بعد؟

میں نے کہا کہ کوئی دوسرا میرے دل کا حال نہیں جانتا۔

اس نے کہا کہ میں جان گیا ہوں۔ مشین ایسی تھی کہ دل کی دھڑکنوں اور فشارِ خون کے ذریعے سکرین پر گراف کی طرز پر کچھ دکھاتی اور جب کوئی جھوٹ بولتا تو ظاہر ہے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی پھر یہ امریکی اس پر شک کرتے۔ جب میں نے کہا کہ مجھے کوئی اور نہیں صرف میرا خدا بہتر جانتا ہے تو وہ کہتا کہ ہم خدا سے بہتر تمہیں جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کہیں خدائی کا دعویٰ نہ کر بیٹھو۔ اس نے پوچھا کہ کبھی خدا کی نافرمانی کی ہے؟

میں نے کہا ہاں کی ہے۔

اس مشین کے سامنے کوئی حوصلے سے بات کرتا تو کامیاب ہو جاتا کوئی گھبرا کر سچ بھی بولتا تو امریکی سکرین دیکھ کر اس پر شک کرتے۔

گوانتاناموبے میں بوسنیا سے تعلق رکھنے والے شیخ جابر، ابوشیما محمد، مصطفیٰ اور الحاج بھی قید تھے جو بہت ہی مظلوم تھے۔ ان کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ گوانتاناموبے کیوں لایا گیا ہے اور ان کا جرم کیا ہے؟ ابوشیما کو تو سزا کے لیے پانچویں کیمپ بھی لے جایا گیا۔ شیخ جابر نے مجھے بتایا کہ ہم نے ہر تفتیش کار سے اپنا قصور پوچھا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ بعض کہتے کہ آپ امریکی مفادات کے لیے خطرہ ہیں۔ ہم ثبوت مانگتے تو کہتے کہ ثبوت ضروری نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ نے ماضی میں کچھ کیا ہو۔ ہوسکتا ہے آپ مستقبل میں امریکی تنصیبات پر حملہ کریں اور امریکیوں کو نقصان پہنچائیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان پانچوں بوسنیائی بھائیوں نے زندگی میں نہ کبھی افغانستان دیکھا تھا اور نہ کسی تنظیم سے ان کا تعلق تھا۔ ان کا گناہ صرف یہ تھا کہ انہوں نے سربوں کے خلاف جہاد لڑا تھا۔

میں نے بحیثیت افغان سفیر کئی بار اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطہ کیا تھا کہ افغانستان میں طالبان قیدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کا نوٹس لیا جائے اور بے گناہ افراد کو رہا کیا جائے۔ مجھے ہر بار یقین دہانیاں کرائی گئیں۔ اپنی گرفتاری سے قبل حامد کرزئی اور جنرل پرویز مشرف دونوں سے مسلسل رابطہ رکھا اور ان سے مطالبہ کیا کہ افغانستان کے شمال میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو رہا کیا جائے اور ان سے وحشی سلوک روکا جائے مگر دونوں بے بس نظر آتے تھے۔ غسان جو عرب تھا' نے بتایا کہ میں اپنے چند ساتھیوں سمیت لاہور کے ایک ہوٹل میں کرائے کے عوض کمرہ لے کر اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ کسی طریقے سے پاکستان سے باہر نکل سکوں۔ پاکستان سے باہر جانا آسان تھا مگر اس کے لیے رقم کی ضرورت تھی جو میرے پاس نہیں تھی۔ باہر بھجوانے کا کام پاکستانی اہلکار باقاعدہ مک مکا کر کے کرتے تھے۔ جب سودا طے نہ ہوا تو انہی اہلکاروں نے چھاپہ مار کر گرفتار کرلیا۔ انہوں نے جب چھاپہ مارا تو ہمارے پاس سبزی کاٹنے والی چھریاں تھیں جبکہ ان کے پاس بھاری اسلحہ تھا۔ اس کے باوجود ہم نے خوب مزاحمت کی۔ ہماری مزاحمت دیکھ کر اہلکاروں نے کہا کہ ہم آپ کی مدد کررہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ نہیں آپ کے ساتھ امریکی ہیں اور ہم خود کو امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے۔ اہلکاروں نے کہا کہ آپ کو امریکہ کے حوالے کرنے نہیں بلکہ پوچھ گچھ کرنے کے لیے گرفتار کیا جارہا ہے۔ ہم نے خدا اور رسول (ﷺ) کے واسطے دیئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور عرب مجاہدین ہیں مگر وہ نہیں مانے۔ محاصرہ کر کے جب انہوں نے ہمیں گرفتار کرلیا تو بااثر دکھائی دینے والے چند افراد آئے اور قسم اٹھا کر کہا کہ ہم لشکر طیبہ کے لوگ ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں۔ آپ مزاحمت نہ کریں۔ پھر ان پاکستانی اہلکاروں نے پہلے ہمیں لوٹا اور پھر امریکی فوجیوں کو لایا گیا کہ آئیں دیکھیں ہم کس طرح آپ کے لیے مخلصانہ کوششیں کررہے ہیں۔ دو اور افراد جو مصنفین تھے اور جلال آباد سے ان کا بنیادی تعلق تھا، پاکستان میں اپنے ذاتی مکانات میں رہائش پذیر تھے۔ ان میں ایک دینی کتابوں کے مصنف عبدالرحیم مسلم دوست اور دوسرے انگریزی زبان کے استاد بدرالزمان بدر تھے۔ پاکستانی اہلکاروں نے ان دونوں افغان مہاجروں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کردیا۔ ان دونوں کا طالبان سے کوئی واسطہ نہ تھا، یہ دونوں تین مہینے تک ایک پاکستانی ادارے کی تحویل میں رہے پھر ان کو امریکی تحویل میں دے دیا گیا۔ ان دونوں کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ظلم نہیں دیکھ سکتے تھے اور پاکستان پر تنقید کرتے تھے۔

جاری ہے

ادارہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبار الاحرار

یومِ شہداءِ ختم نبوت:

ساہیوال (۲۰؍ اکتوبر) ۲۲ سال قبل اکتوبر ۱۹۸۴ء میں ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے (شہداءِ ختم نبوت) جامعہ رشیدیہ کے مدرس اور مجلس احرار اسلام کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں گزشتہ روز ساہیوال میں ''یومِ شہداءِ ختم نبوت'' منایا گیا۔ پہلا اجتماع نمازِ فجر کے بعد مرکزی جامع مسجد عید گاہ میں مولانا عبدالستار کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کیا جبکہ یومِ شہداءِ ختم نبوت کے سلسلے میں نماز جمعۃ المبارک سے قبل جامعہ رشیدیہ میں ایک بہت بڑے اجتماع سے عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ جمعیت علماءِ اسلام کے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا افتخار احمد حقانی اور قاری سعید ابن شہید نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ شہداءِ ساہیوال کے مشن کو نامساعد حالات کے باوجود زندہ رکھا جائے گا اور فتنۂ ارتداد مرزائیہ سے امت کے عقیدے کو بچانے کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ مقررین نے کہا کہ قادیانیوں کی پوری تاریخ اسلام سے غداری اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے سے بھری پڑی ہے۔ آج بھی قادیانی جماعت ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام اور پاکستان کے خلاف زہر اگل کر اپنے امریکی و مغربی آقاؤں کا حق الخدمت ادا کر رہی ہے جبکہ موجودہ حکومت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو سپانسر کر رہی ہے اور ایوانِ صدر کی کمین گاہوں میں قادیانی چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق پر شب خون مار رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قاری عبدالجبار، علماء کونسل کے قاری منظور احمد طاہر، جمعیت اہل سنت والجماعت کے مولانا عبدالستار، مولانا نور احمد اور مجلس احرار اسلام کے مولانا طالب حسین نے اپنی اپنی مساجد میں خطاب کرتے ہوئے شہداءِ ختم نبوت کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا جائے، کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کو رہا جائے اور قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔

تمام علماءِ کرام اور خطباء نے ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی کو مسترد کیا اور مطالبہ کیا گیا کہ بیرون ممالک پاکستانیوں کے بننے والے شناختی کارڈز کے فارموں میں ختم نبوت والا حلف نامہ شامل کیا جائے۔

☆☆☆

امریکی تابعداری میں پرویزی حکومت بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر فرعونیت ونمرودیت کا مظاہرہ کر رہی ہے: احرار رہنما

لاہور (۳۱/اکتوبر) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے باجوڑ میں دینی مدرسے پر خوف ناک بمباری اور بے گناہ معصوم طلباء کی شہادت کے واقعے کو سفا کی قرار دیتے ہوئے اسے ملکی سالمیت کے خلاف خطرناک سازش اور منصوبے سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ امریکی تابعداری میں پرویزی حکومت بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر فرعونیت ونمرودیت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ ہلاکوخان کا کردار ادا کرنے والوں کو خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری حکام اپنے چیف کی قیادت میں دن رات جھوٹ بول رہے ہیں اور حقائق کو چھپانا اب ان کے بس میں نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ شہداء کا خونِ بے گناہی ضرور رنگ لاکر رہے گا۔ اور فرعون ونمرود کا کردار ادا کرنے والی قوتیں اپنی موت آپ مرجائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اور جنرل پرویز ملک کے لیے سکیورٹی رسک ہیں' ان سے جان چھڑانا ملک وملت کو بچانے کے مترادف ہے۔

مسلمان نبی کریم ﷺ کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر کفر کے عالمی ڈاکوؤں کو ناکام بنادیں: سید عطاء المہیمن بخاری

گجرات (۶/نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی غفلت اور دین سے دوری کی وجہ سے امت انتشار کا شکار ہے۔ اللہ سے مضبوط تعلق، رسول اللہ ﷺ سے محبت اور قرآن وسنت پر عمل مسلمانوں کے غلبہ اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ وہ ماڈل ٹاؤن گجرات میں مسجد احرار کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ اس تقریب میں احرار کارکنوں اور شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ گھر والے غافل ہوجائیں تو چور سامان چوری کر لیتے ہیں۔ مسلمان دین سے غافل ہوگئے تو عالمی سامراج اور کفار نے ہمارا ایمان، اخلاق، عقیدہ، کردار، اعمال اور معاملات سب کچھ چوری کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان بیدار ہوں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیم، محنت اور سنت پر عمل پیرا ہو کر کفر کے عالمی ڈاکوؤں کو ناکام بنادیں۔ مساجد ومدارس امت کی اجتماعیت کے مراکز ہیں۔ ان کو آباد کر کے اللہ کو راضی کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ جدید تعلیم نے دنیا کو تاریک کر دیا ہے اور ظلم وناانصافی کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ نام نہاد روشن خیالی کو اختیار کر کے انسان کو محض معاشی حیوان بنادیا ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیم ہی حقیقی روشنی ہے جو دلوں کی بستیوں کو آباد اور قبر کو روشن کرتی ہے۔ اعمال میں عظمت اور کردار میں استقامت پیدا کرتی ہے۔ معلم انسانیت ﷺ کی تعلیم ہی انسان کو انسان بناتی اور انسانی حقوق کا تحفظ کرتی ہے۔

مسجدِ احرار کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد یوسف نے بھی خطاب کیا جبکہ صدارت چودھری محمد ارشد مہدی نے کی۔

☆☆☆

''تحفظ حقوقِ نسواں'' کے نام پر قوم کی بیٹیوں کی عزت وعصمت کو سرِ عام نیلام کرنے کا سودا کیا جا رہا ہے

حقوق کے نام پر زنا کو تحفظ اور زانیوں کو وی آئی پی کلچر کا حصہ بنانے کا پروگرام کھل کر سامنے آیا ہے

قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد اور دیگر احرار رہنماؤں کے ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کے خلاف ردّ عمل

لاہور (۱۰ رنومبر) مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رہنما سید عطاء المہیمن بخاری،، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار نے مختلف مقامات پر کہا کہ دینی قوتوں اور دین دشمن قوتوں کے درمیان جنگ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ ''تحفظ حقوقِ نسواں'' کے نام پر قوم کی بیٹیوں کی عزت وعصمت کو سرِ عام نیلام کرنے کا سودا کیا جا رہا ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ سرکاری سلیکٹ کمیٹی کا بل بدکاروں اور زانیوں کے تحفظ کا بل ہے۔ یہ بل اسلامیانِ پاکستان کے فکر وعقائد اور کلچر کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ پرویزی ہتھکنڈوں کا آئینہ دار ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ علماء کی خصوصی کمیٹی کی سفارشات کو شامل کیے بغیر قوم سرکاری بل کو عملاً اسی طرح مسترد کرتی ہے۔ جس طرح صدر ایوب خان کے عائلی قوانین کو مسترد کر دیا تھا۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ سرکاری بل میں خواتین کے حقوق کی تو کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ البتہ حقوق کے نام پر زنا کو تحفظ اور زانیوں کو وی آئی پی کلچر کا حصہ بنانے کا پروگرام کھل کر سامنے آیا ہے۔ جبکہ علماء کی خصوصی کمیٹی نے اپنی سفارشات میں خواتین کے غصب شدہ حقوق کی بحالی اور خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ کے لیے پورا لائحہ عمل دیا ہے۔ جس کا ماخذ قرآن وسنت ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے نام پر ہونے والی سازش کے اگلے مرحلے میں امتناع قادیانیت قوانین اور دستور کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے کا خطرناک منصوبہ ہے لیکن ہم بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حدود آرڈی نینس اور دستور کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے والے اپنے انجامِ بد کا انتظار کریں۔ ہم ان مسائل پر کسی قسم کے تحفظات کے بغیر اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ صدر پرویز، صدر بش کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسیوں کا انجامِ عبرت حاصل کر لیں تو اچھا ہے۔

سید محمد کفیل بخاری کی تنظیمی وتبلیغی سرگرمیاں:

ملہووالی (۱۴ رنومبر) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور دینِ فطرت ہے۔ کوئی بھی مسلمان اپنے آپ کو اس ضابطۂ حیات کا پابند بنائے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے قاری حاجی حماد اللہ کی تقریبِ شادی کے موقع پر قدیمی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نکاح سنت ہے، رسم نہیں۔ سنت قانون ہے اور رسمیں انسانی خواہشات کا نام ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے زندگی کے تمام معاملات میں ہماری رہنمائی کی ہے اور تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی سنت اور اسوہ کا پابند بنایا ہے۔ آج کفار ومشرکین ہم سے ہمارا دین، سنت، تہذیب وتعلیم اور خاندانی نظام واقدار چھین کر ہمیں برباد کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمیں احیاء سنت اور دفاع اسلام کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کر دینا چاہیے۔ حضرت مولانا گل شیر شہید مجلس احرار اسلام کے عظیم رہنما اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ

اللہ کے رفیق تھے۔ان اکابر نے اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کی ہمہ جہت خدمت کی' جس کا پھل آج ہمیں مل رہا ہے اور اُن کا فیضان جاری ہے۔اس موقع پر مولانا محمد گل شیر شہید کے فرزند جناب حافظ حسین احمد صاحب ،اُن کے نواسوں مفتی ہارون مطیع اللہ اور مولانا محمد زکریا کلیم اللہ کے علاوہ مولانا قاری عبدالواحد علوی اور مولانا افتخار احمد فاروقی بھی موجود تھے۔جناب ڈاکٹر محمد عمر فاروق اور ماسٹر غلام یٰسین صاحب تلہ گنگ سے بخاری صاحب کی معیت میں تشریف لائے ۔جبکہ سید محمد کفیل بخاری نے تمام احباب کی معیت میں حضرت مولانا محمد گل شیر شہیدؒ کے مزار پر حاضری دی اور دعاء مغفرت کی۔علاقہ کے عوام کثیر تعداد میں جلسہ میں موجود تھی۔

☆☆☆

مردان (۱۵رنومبر) سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے باجوڑ میں دینی مدرسہ کے معصوم طلباء کو شہید کیا' وہی لوگ درگئی میں پاک فوج کے جوانوں کے قاتل ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہمارا دشمن ایک ہے اور وہ عالمی سامراج ہے۔دشمن نے ہمیں توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ہم ایک ہوگئے تو اسلام اور وطن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔سید محمد کفیل بخاری یہاں اپنے میزبان سید نعیم باچہ کی رہائش گاہ پر احباب سے گفتگو کر رہے تھے۔اس موقع پر قاسم خان کے علاوہ جناب ڈاکٹر منیر احمد، میاں محمد اویس اور حبیب احمد بھی موجود تھے۔سید محمد کفیل بخاری ان احباب کے ہمراہ مردان آئے اور اگلے روز پشاور چلے گئے۔

☆☆☆

پشاور(۱۶رنومبر) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ تحفظ نسواں بل' دینی غیرت وحمیت کو ختم کرنے کی سامراجی سازش ہے۔دینی قوتیں خاص طور پر مجلس عمل اس کا راستہ روکے اور سازش کا ناکام بنادے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے مردان سے پشاور پہنچنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مفتی شہاب الدین پوپلزئی سے ملاقات کے دوران کیا۔اس موقع پر مولانا اورنگ زیب اعوان ،سید نعیم باچہ،میاں محمد اویس اور دیگر احباب موجود تھے۔سید محمد کفیل بخاری نے قدیم احرار کارکن جناب پروفیسر محمد اسماعیل سیفی نے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔اس موقع پر اُن کے فرزند احمد ارشد اور جناب ملک ارشد حسین بھی موجود تھے۔

☆☆☆

تلہ گنگ (۱۷رنومبر) سید محمد کفیل بخاری نے جامع مسجد ابوبکر صدیق میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان والوں کو واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ کفار ومشرکین تمہارے دشمن ہیں۔اگر تمہیں تکلیف پہنچے تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔انہوں نے کہا کہ آج عالم کفر مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہا ہے۔مسلمان ان مظالم کا مقابلہ صرف اور صرف اتحاد ویکجہتی سے کر سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ حدود قوانین کا خاتمہ عالم کفر کو خوش کرنے کی ذلیل ترین حرکت ہے۔مغرب زدہ حکمران پاکستان کو لادین ریاست بنانے اور سیکس فری معاشرہ قائم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ایسے خطرناک حالات میں دینی قوتوں کا اتحاد اور یکجہتی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

نسواں بل دراصل مادر پدر آزاد معاشرے کے قیام اور حرام کاری وزنا کاری کو تحفظ دینے کا بل ہے
سب کچھ قراردادِ مقاصد، نظریہ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے غداری کے مترادف ہے

احرار رہنماؤں کے مختلف مقامات پر احتجاجی بیانات

ملتان (۲۴ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، مولانا منظور احمد، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر جمعتہ المبارک اور احتجاجی بیانات میں کہا ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کی مقرر کردہ حدود میں تبدیلی کرنے والے اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ موجودہ حکمران آزاد خیالی اور روشن خیالی کے نام پر فکری ارتداد کا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ نسواں بل دراصل مادر پدر آزاد معاشرے کے قیام اور حرام کاری وزنا کاری کو تحفظ دینے کا بل ہے۔ جسے پوری قوم مسترد کر چکی ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ چودھری شجاعت حسین علماء کی خصوصی کمیٹی کے ساتھ میٹنگ میں اس بل کی متعدد دفعات کو قرآن وسنت سے متصادم تسلیم کر چکے ہیں۔ اب اگر وہ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں یا پھر ان کی حلیف جماعتوں نے ان کی نہیں مانی تو پھر اس کا غصہ علماء کرام پر نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ اس بل کے ذریعے زنا اور زانیوں کے لیے راستہ صاف کیا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ قراردادِ مقاصد، نظریہ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے مجلس تحفظ حدود اللہ کے قیام اور مقاصد واہداف کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ فریب نسواں بل کے خلاف موجودہ تحریک میں بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کریں۔

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

28 دسمبر 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

تبصرہ: محمد عمر فاروق

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (سوانح وافکار):

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ہفت پہلو شخصیت کو بہت سے اہل قلم نے موضوعِ سخن بنایا۔ حضرت کی زندگی میں ہی ممتاز مصنف، شاعر اور ادیب جناب خان غازی کابلی ؒ (اصلی نام: حبیب الرحمٰن خان) نے ۱۹۴۰ء میں ''حیاتِ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ '' کے عنوان سے ان کی پہلی سوانح حیات قلم بند کی۔ خان کابلیؒ نے شاہ جیؒ کے شخصی حالات سے زیادہ ملی کارناموں کو مقدم رکھا اور انتہائی سادہ مگر پُر وقار اسلوب میں ان کی حیات مبارکہ کے اہم گوشوں کو اپنے رواں دواں قلم سے صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا۔ حضرت امیر شریعتؒ کی دوسری سوانح عمری صحافیٔ احرار حضرت آغا شورش کاشمیری مرحوم نے ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' کے نام سے لکھی جو حضرت کی زندگی میں ہی (۱۹۵۶ء میں) شائع ہوئی۔ یہ کتاب زبان کی عمدگی اور اسلوب کی رعنائی کے اعتبار سے حضرت شاہ جیؒ پر لکھی جانے والی تمام سوانحی کتب پر فوقیت رکھتی ہے۔ چونکہ آغا شورش اصلاً صحافی تھے اس لیے وہ اپنی اس کتاب میں شاہ جی کی شخصیت پر تبصرے یا تجزیہ نگاری سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ البتہ جانباز مرزاؒ کی کتاب ''حیاتِ امیر شریعت'' کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کتاب میں فن سوانح نگاری کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ''حیات امیر شریعت'' اپنی بعض فنی کمزوریوں کے باوجود سوانح نگاری کا عمدہ نمونہ ہے۔ خان غازی کابلی، شورش کاشمیری اور جانباز مرزا میں بطورِ سوانح نگار ایک بات قدرِ مشترک ہے کہ ان تینوں اربابِ قلم نے شاہ جیؒ کا زمانہ ہی نہیں پایا ' بلکہ اپنی زندگیوں کا ایک طویل حصہ ان کی معیت میں بسر کیا' انہیں براہِ راست معلومات حاصل ہوئیں اور وہ خود بھی شاہ جیؒ کے حوالے سے اتھارٹی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ دوسرے یہ کہ شاہ جیؒ پر قلم اٹھاتے ہوئے اِن حضرات نے ان کی شخصیت کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں کی عظمت کو ملحوظ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی تحریر کردہ سوانح عمریاں پڑھ کر شاہ صاحب کی شخصیت کے عظیم ہونے کا احساس مزید بڑھ جاتا ہے۔

خان کابلی، شورش اور جانباز مرزا کے بعد حضرت شاہ جی کے متعلق جتنی بھی تحریریں اشاعت پزیر ہوئی ہیں' ان میں کوئی تنوع نظر نہیں آتا بلکہ وہ انہی سوانح نگاروں کی تخلیقات ہی کا پرتو دکھائی دیتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری' سوانح افکار'' کے مرتب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ہیں جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ہیں۔ وہ اس سے پیشتر بھی کئی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ مولانا موصوف کی یہ کتاب (طبع اگست ۲۰۰۴ء) ان کی اپنی تصنیف یا تالیف نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ جیؒ پر لکھے گئے مختلف لکھاریوں کے مضامین کا ایک منتخب مجموعہ ہے۔ چونکہ مولانا کی ابھی تک کوئی اپنی تخلیق منظر عام پر نہیں آئی اور تا حال انہوں نے دوسروں کے مضامین کو ہی اپنی کتابوں میں ترتیب دیا ہے اس لیے ان کے اسلوبِ تحریر پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ البتہ زیر بحث کتاب کا تفصیلی جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مرتب کا ذوق اصولِ تحقیق اور حسن ترتیب وتبویب سے ہرگز لگا نہیں کھاتا۔ بلکہ وہ اپنے پیشرو ''شاہین ختم نبوت'' مولانا اللہ

وسایا کی پیروی میں ''حضرت ......! لکھتے ہیں'' سے آغاز کرتے ہیں اور آخر میں حوالہ دیئے بغیر تحریر کا خاتمہ بلکہ دھڑن تختہ کرڈالتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مضمون نگار کا پتا چلتا ہے اور نہ ہی اس کے ماخذ کا علم ہو پاتا ہے۔

مولانا شجاع آبادی کو اعتراف ہے کہ ''بندہ نے شاہ جیؒ کی زیارت کی اور نہ ہی (انہیں) سنا اور اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ شاہ جی پر قلم اٹھاؤں۔'' (ص ۳۱)۔ اس کے باوجود انہوں نے ایک دوست کی فرمائش پر قلم اٹھایا۔ اگر ان کا یہ معاملہ کسی عام فرد کے ساتھ ہوتا تو سیکڑوں دوسرے مبتدیوں کی طرح انہیں بھی نظر انداز کر دیا جاتا لیکن یہاں تو برعظیم پاک و ہند ہی نہیں بلکہ اپنے عہد میں دنیا کے مانے ہوئے خطیب اعظم کی ذات والا صفات کو تختۂ مشق بنایا گیا ہے' اس لیے مرتب اور ناشر کتاب کو معذور ہرگز نہیں سمجھا جاسکتا۔ فاضل مرتب اگر خلوص پر کلی انحصار کی بجائے کسی صاحبِ علم سے اس کتاب پر نظر ثانی کرا لیتے تو شاید بات بن جاتی۔

اس کتاب میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطبات بھی اکٹھے کیے گئے ہیں لیکن اکثر تقریروں کے سن، تاریخ، مقاماتِ تقریر اور ان خطبات کے مآخذ درج کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ایک ایسی کتاب جو اوّل تا آخر مختلف اہل قلم کی پہلے سے چھپی ہوئی تحریروں ہی کا مجموعہ ہے' اس میں مضمون نگاروں کے نام نہ لکھنے میں نہ جانے کونسی مصلحت برتی گئی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں: ص ۱۵۳ ''شاہ جی کی معرکہ آرائیاں'' ص ۲۵۳ ''لیگ سے اختلاف و اتفاق۔ شاہ جی کا نقطہ نظر'' خط بنام مولوی نذیر حسین کہیں حوالہ درج نہیں۔ کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر بنتِ امیر شریعت محترمہ سیدہ ام کفیل بخاری مدظلہا کا ایک مضمون نقل کیا گیا ہے لیکن ان کے نام کی صراحت نہ ہونے سے یہ تحریر عجیب مضحکہ خیز صورت اختیار کرگئی ہے۔ یہی صورت حال ''خانقاہ سراجیہ کا نسخہ'' ص ۱۶۰ پر ہے۔ صفحہ ۳۰۶ اور صفحہ ۳۰۷ پر درج منظومات پر بطور شاعر جانباز مرزا اور سید عبدالحمید عدم کے نام غائب ہیں۔ صفحہ ۳۱ پر شاہ صاحب کی تاریخ ولادت ۱۸۹۲ء جبکہ صفحہ ۴۱ پر ۱۸۹۱ء درج کی گئی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ مرتب نے خود بھی کتاب کا مطالعہ کرنا گوارا نہیں کیا۔ محترم مولانا شجاع آبادی نے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے قیام کا سن صفحہ ۲۵۴ پر جنوری ۱۹۴۹ء، صفحہ ۲۶۰ پر نومبر ۱۹۴۹ء، صفحہ ۲۷۸ نیز صفحہ ۳۹ پر ۱۹۵۴ء لکھا ہے۔ اور پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کی ولادت باسعادت کی تاریخ معلوم کرنے کے لیے جنم پتری، جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ سے نکالی ہے۔ اس تضاد کو کیا کہیے اور اس تحقیق کو کیا نام دیا جائے۔ صفحہ ۴۰ پر مجلس احرار کے احیاء (۱۹۵۸ء) کا عمداً ذکر نہیں کیا گیا۔ صفحہ ۲۵۳ پر مولوی نذیر حسین (پنوں عاقل سندھ) کے نام شاہ جی کا خط اس لیے شامل نہیں کیا کہ اس سے احرار کی بقا وابستہ ہے۔ کتابت اور املاء کی اغلاط کے تذکرہ کی یہاں گنجائش ہی نہیں ہے' ورنہ ان نوادر سے بھی قارئین کو ضرور محظوظ کیا جاتا۔

وہ تمام حضرات جو آج کل تحریک تحفظ ختم نبوت سے متعلق تاریخی اور سوانحی عناوین پر اندھا دھند کرم فرمائیاں کررہے ہیں' اس تبصرے کے توسط سے ان سب کی خدمت میں دست بستہ گزارش ہے کہ وہ اگر علم و تحقیق کی دنیا پر کوئی احسان کرنا ہی چاہتے ہیں تو اس کے لیے اصولِ تحقیق و تدوین کا باقاعدہ مطالعہ فرمائیں اور اگر وہ اسے مناسب خیال نہیں کرتے تو پھر اپنے ذوق کی تسکین کے لیے کسی اور میدان کی راہ لیں۔ کم از کم نئی نسل تک تاریخ کی درست معلومات پہنچائیں' انہیں گمراہ نہ کریں۔ اکابرِ احرار پہلے ہی بہت سوں کا نشانۂ ستم ہیں۔ ان کی روحوں کو مزید نہ تڑپایئے۔

صفحات: ۵۹۲، قیمت: ۲۲۰ روپے اور ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ہے۔

ساغراقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆پشاور ہائی کورٹ نے خاتون وکلاء کو حجاب کے بغیر عدالتوں میں پیش ہونے کا حکم دے دیا۔(ایک خبر)

روشن خیالی کے برگ و بار ملاحظہ ہوں!

☆پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے جیبیں بھریں،ہم ترقیاتی کام کررہے ہیں۔(سکندرحیات)

ہم بوریاں بھر رہے ہیں!

☆صدر پرویز کا دوبارہ منتخب ہونا ضروری ہے۔(راؤ سکندر)

کہ وردی ہماری مجبوری ہے!

☆آج بھی مسلم لیگ کا،کل بھی مسلم لیگ کا ہوگا۔(فیصل مختار)

کسی نہ کسی رنگ میں مسلم لیگ ہی ملک کو لوٹتی آرہی ہے۔

☆مجلس عمل خواتین کو گھروں میں بٹھانا چاہتی ہے۔(شجاعت حسین)

اور ہم انہیں گلیوں،بازاروں کی زینت بنانا چاہتے ہیں۔

☆صدر نے وعدہ خلافی کی۔(قاضی حسین احمد)

وردی اتارنے کا میرا وعدہ' صرف منہ کے الفاظ تھے۔(پرویز مشرف)

☆پیاز ۵۵ روپے کلو،آلو ۴۰ روپے کلو۔(ایک خبر)

بیوی پیاز کاٹتے ہوئے روتی ہے اور میاں پیاز خریدتے ہوئے روتے ہیں۔

☆مشرف رہے تو پاکستان میں مقابلۂ حسن ضرور ہوگا۔مسٹر پاکستان ہوسکتا ہے تو مس پاکستان کیوں نہیں؟(سونیا احمد)

''برہنگی'' کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

☆بے نظیر کے گھٹنوں میں تکلیف،سیاسی سرگرمیاں معطل۔(ایک خبر)

نسواں بل کی حمایت گھٹنوں میں بیٹھ گئی۔

☆نائن الیون کے بعد پرویز مشرف کے اقدامات درست تھے۔(بے نظیر)

پرویز مشرف سے ڈیل کے بعد انکشاف!

☆پارلیمنٹ کے دونوں ایوان غیر مہذب ہیں۔(شیر افگن)

اکثریت آپ کی ہے' جس میں آپ بھی شامل ہیں۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

پروفیسر محمود خان شیرانی مرحوم:

گورنمنٹ کامرس کالج ملتان کے پرنسپل اور ہمارے مہربان جناب محمد عتیق کے برادرِ اکبر پروفیسر محمود خان شیرانی دو ماہ قبل انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک علمی و ادبی شخصیت تھے اور اپنے تحقیقی و تصنیفی کام میں مشغول رہے۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں کتابوں کا ایک اعلیٰ اور معیاری ذخیرہ موجود تھا۔ تحقیقی کام کرنے والے احباب کے ساتھ فراخدلی سے علمی تعاون فرماتے۔ ایک ملنسار، خوددار اور مہربان انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

☆ والدہ مرحومہ قاری محمد ظفر اللہ مدرس مدرسہ معمورہ ملتان۔ (۱۸/اکتوبر ۲۰۰۶ء)

☆ محمد اسامہ مرحوم بن رضوان اللہ امجد (ہڑپہ)

☆ شیخ عبدالرشید مرحوم (والد محمد طارق رشید صاحب ملتان سوداگران چرم۔ ۷رمضان)

☆ محمد عطاء اللہ مرحوم بن مستری محمد عبداللہ مرحوم (ملتان) ۹/نومبر ۲۰۰۶ء۔ جمعرات

☆ جام امجد حمید ماہڑہ۔ مظفر گڑھ۔ ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۶ء

☆ حکیم حافظ عطاء یزدانی مرحوم۔ ملتان۔ ۲۱/نومبر ۲۰۰۶ء

☆ مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے کارکن ڈاکٹر محمد خورشید کے والد مرحوم۔ ۱۶/نومبر ۲۰۰۶ء

☆ مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے صدر قاری عبدالرحیم فاروقی کے ہم زلف عبیدالرحمٰن پر کسی شقی القلب نے تیزاب انڈیل دیا، جس سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

☆ حکیم محمد قاسم مرحوم (نواسہ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کی بیوہ اور حکیم محمد یوسف قریشی کی بھابھی مرحومہ۔ ۸/شوال ۱۴۲۷ھ۔ یکم نومبر ۲۰۰۶ء۔ جلال پور پیروالا

☆ قاری غلام نبی مرحوم (سابق امام مسجد گنج سلطانی کچہری روڈ ملتان) ۲۵/نومبر ۲۰۰۶ء

☆ مجلس احرار اسلام گجرات کے کارکن محمد افضل اور محمد جاوید کے جواں سال بھائی محمد سعید گزشتہ ماہ عارضۂ قلب سے انتقال کر گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن جناب عبدالحکیم کی والدہ محترمہ علیل ہیں

مرتب: محمد الیاس میراں پوری

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (سال۲۰۰۶ء)

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
کالا باغ ڈیم......اک آگ کا دریا	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	۲
''خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج''	سید محمد کفیل بخاری	فروری	۲
توہینِ رسالت کی نئی جسارت (ادارتی شذرہ)	ذوالکفل بخاری		
''آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ''	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	۲
(۱) حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال			
(۲) قومی مجلس مشاورت اور حالیہ تحریک (ادارتی شذرات)	عبداللطیف خالد چیمہ		
احرار اور تحفظِ ختم نبوت	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	۲
سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (ادارتی شذرہ)			
''مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے''	سید محمد کفیل بخاری	مئی	۲
آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں	سید محمد کفیل بخاری	جون	۲
حزبِ اختلاف کی محتاط سیاست	سید محمد کفیل بخاری	جولائی	۲
بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان قادیانیت کے نرغے میں (ادارتی شذرہ)			
''جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا''	سید محمد کفیل بخاری	اگست	۲
حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ (تعزیتی شذرہ)			
نواب اکبر بگٹی کی شہادت......قومی المیہ	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	۲
''حمیت نام تھا جس کا......''	سید محمد کفیل بخاری	اکتوبر	۲
(۱) صاحبزادہ طارق محمودؒ (۲) مولانا محمد عارف سنبھلیؒ (ادارتی شذرات)			
اتحادی افواج کی عراق وافغانستان سے مسلسل پسپائی	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	۲
(۱) حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی			
(۲) ختم نبوت کے حوالے سے بعض کتب پر ناروا پابندی (ادارتی شذرات)			
سانحۂ باجوڑ، حقوقِ نسواں بل اور مجلس عمل کے استعفے	سید محمد کفیل بخاری	دسمبر	۲

<u>**دین ودانش:**</u>

عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے گزران کرو۔ پہلی قسط (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	جنوری	۴
قربانی	سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	۶
''پرویز''......تخت رہا نہ تاج	شاہ بلیغ الدین	//	۱۵
عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے گزران کرو (آخری قسط۔ درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	فروری	۴
سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علمی فضل وکمال	مولانا منظور احمد نعمانیؒ	فروری	۷
تعلیماتِ نبویہ کا پابندی آج کی ضرورت	مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ	مارچ	۶
ایک دوسرے کے اموال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	اپریل	۴
قرآن وسنت اور تعلیماتِ نبوی کی پابندی اور بدعات سے پرہیز.....(درسِ حدیث)	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	اپریل	۷
گستاخانِ رسول اور اُن کا انجام	ادارہ	اپریل	۱۱
اللہ ورسول (ﷺ) کی اطاعت کرو (پہلی قسط۔ درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	مئی	۴
قرآن وسنت اور تعلیماتِ نبوی کی پابندی اور بدعات سے پرہیز.....(درسِ حدیث)	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	مئی	۷
اللہ ورسول (ﷺ) کی اطاعت کرو (آخری قسط۔ درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	جون	۵
امانت داری ایمان کا لازمی تقاضا ہے (درسِ حدیث)	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	جون	۸
اللہ کی راہ میں جہاد کرو (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	جولائی	۷
ظلم کا خطرناک انجام (پہلی قسط۔ درسِ حدیث)	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	جولائی	۱۱
طبقاتِ امت	مولانا عبدالحق چوہانؒ	جولائی	۱۵
مومن کی جان ومال کی حرمت (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	اگست	۵
ظلم کا خطرناک انجام (آخری قسط۔ درسِ حدیث)	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	اگست	۹
حضرت ثابت بن قیس خزرجی رضی اللہ عنہ	مولانا عبدالحق چوہان	اگست	۱۲
عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دو (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	ستمبر	۴
پکے مومن بن جایئے (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	اکتوبر	۱۰
عیدالفطر، صدقۃ الفطر۔ فضائل، احکام، مسائل	سید ابوذر بخاریؒ	اکتوبر	۱۳
رسول اللہ ﷺ کی چند پیش گوئیاں	حکیم محمود احمد ظفر	اکتوبر	۱۶
سیدنا معاویہؓ تاریخ کی مظلوم شخصیت	محمد عثمان حیدر	نومبر	۴
سیدنا ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ	ابوسفیان تائب	نومبر	۷

<u>**سیر الصحابہؓ:**</u>

خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	ابوسفیان تائب	جولائی	۴۰

افکار:

جہاد کا قرآنی مفہوم اور مغربی طاقتیں	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	۱۶
آخری جنگ	سید محمد معاویہ بخاری	جنوری	۲۱
قیامِ عدل...... پاکستان کی سلامتی	مولانا عبدالرحمٰن	جنوری	۲۶
''الجزیرہ'' کا مشکوک کردار اور چند معصوم سوالات	مامون فندی	فروری	۲۲
وہ کس ملک کی رعایا ہیں؟	سید محمد معاویہ بخاری	فروری	۲۴
احرار اور موجودہ سرمایہ دارانہ نظمِ معیشت	پروفیسر خالد شبیر احمد	فروری	۲۹
مولانا عیسیٰ منصوری کا دورۂ پاکستان اور ایک فکری نشست	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	۳۴
توہین اسلام، توہین قرآن اور توہین رسالت کے واقعات کا تسلسل	سید محمد معاویہ بخاری	مارچ	۱۵
توہین رسالت کرنے والے یورپ سے ۳۹ سوالات	ادارہ	مارچ	۲۲
ڈنمارک کے مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل	ادارہ	مارچ	۲۶
اُن شہیدوں پہ لاکھوں سلام (بیاد: شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء)	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۲۸
افکارِ احرار، مفکرِ احرار کے آئینہ خیال میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	۳۱
دہشت گرد کون؟	مولانا محمد صدیق	اپریل	۱۳
دین اور سیاست	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	۱۶
آزادئ اظہار اور اس کے حدود و قیود	ابوطلحہ عثمان	اپریل	۲۰
توہین آمیز خاکے	ادارہ	اپریل	۲۴
توہین آمیز خاکوں کی اشاعت یورپ ہی نہیں امریکہ بھی پیش پیش ہے	ادارہ	اپریل	۲۵
سانحۂ نشتر پارک...... ذمہ دار کون ہے؟	سید محمد معاویہ بخاری	مئی	۱۱
اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	مئی	۱۴
احرار اور پاکستان	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	۲۱
ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال (پہلی قسط)	مولانا مفتی جمیل احمد نذیری	مئی	۲۷
عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت	سید محمد معاویہ بخاری	جون	۱۲
اسلام ہمارے دیس میں	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جون	۱۸
ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال (دوسری قسط)	مولانا مفتی جمیل احمد نذیری	جون	۲۰
مروجہ محافل قرأت اور مظلوم قرآن	قاری مجیب الرحمٰن	جون	۲۹
پاکستان میں اسلامی نظام کی جدوجہد	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	جولائی	۲۰
ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال (آخری قسط)	مولانا مفتی جمیل احمد نذیری	جولائی	۲۵

امریکہ، ایران کشیدگی اور تہران تل ابیب تعلقات	عابد مسعود ڈوگر	اگست	۱۴
بارہ کا اعلامیہ! سازشوں کا تسلسل	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	اگست	۱۷
کچھ علاج اس کا بھی چارہ گراں	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	اگست	۲۰
ڈاکٹر عبدالقدیر خان......قوم آپ کے ساتھ ہیں	سید محمد معاویہ بخاری	ستمبر	۹
ممبئی دھماکے......پس منظر و پیش منظر	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	ستمبر	۱۳
آزادیٔ فکر و نظر......فوائد و نقصانات	مولانا مشتاق احمد	ستمبر	۲۱
طولِ اقتدار کی نئی منصوبہ بندی اور مشترکات	سید محمد معاویہ بخاری	اکتوبر	۱۹
''یادوں کی برات''	سید محمد معاویہ بخاری	نومبر	۱۳
سویرا طلوع ہو رہا ہے	محمد احمد حافظ	نومبر	۱۶
سیاسی بداعمالیوں کی دستاویز	یاسر محمد خان	نومبر	۱۹
سوچیے مگر ''حدود'' کے اندر	پروفیسر ڈاکٹر محمد امین	نومبر	۲۳
پاکستان میں مغربی ثقافت و ملحدانہ افکار کا نفوذ اور اس کے اسباب	نثار احمد خان فتحی	نومبر	۲۶
حدود ترمیمی بل کیا ہے؟	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	دسمبر	۷
دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟	سید محمد معاویہ بخاری	دسمبر	۱۴

شخصیات:

کعبے کا امام (شیخ علی جابر رحمۃ اللہ علیہ)	ذوالکفل بخاری	جنوری	۳۲
چودھری افضل حق، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مجلس احرار اسلام	شورش کاشمیریؒ	جنوری	۳۵
مولانا محمد اسحاق مانسہرویؒ	شورش کاشمیریؒ	جنوری	۴۰
بایزید بسطامی رحمہ اللہ	پیروز بخت قاضی	اپریل	۲۹
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......یادوں کے آئینے میں	عبدالرشید ارشد	اگست	۲۴
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......مسلم ہند کا خطیبِ بے بدل	مولانا بزرگ رشید	اگست	۲۸
شاہ جیؒ کی باتیں......کچھ بھولی بسری یادیں	پروفیسر سید محمد وکیل شاہ	اگست	۳۰
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خوش گفتاری	پروفیسر افتخار حسین شاہ	اگست	۳۳
مولانا عتیق الرحمٰن تائب رحمہ اللہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	۲۷
سید عطاء المحسن بخاریؒ سے میرے تعلقات (پہلی قسط)	حکیم محمود احمد ظفر	نومبر	۳۳
بت کدے میں اذان	خالد ہمایوں	نومبر	۴۲
سید عطاء المحسن بخاری سے میرے تعلقات (آخری قسط)	حکیم محمود احمد ظفر	دسمبر	۱۹
حضرت سید نفیس الحسینی کی خدمت میں حاضری	عبداللطیف خالد چیمہ	دسمبر	۲۷

چند علمی وادبی شخصیات	مولانا مجاہد الحسینی	دسمبر	۲۹

انتخاب:

شاہ ولی اللہ کا عظیم کارنامہ	مولانا محمد یحییٰ نعمانی	جنوری	۴۹
اطاعت گزار ''کتے''	فیض احمد فیض	جون	۴
ذرا سوچیے! اسلامی قانون سے کون خوف زدہ ہے؟	روزنامہ ''امت'' کراچی	جولائی	۴
انتہا پسند مسیحیوں کی پاکستان سے ''آزادی'' کے لیے جلاوطن حکومت بنانے کی دھمکی	روزنامہ ''انصاف'' لاہور	اگست	۲۲
طاہر القادری نے زلزلہ سے متاثرین کے نام پر چوبیس کروڑ روپے کھائے	روزنامہ ''خبریں'' ملتان	ستمبر	۴۷
داڑھی!	سر راہے۔ ''نوائے وقت''	نومبر	۶۰

نقد ونظر:

''سر اقبال بنام حسین احمد'' (پہلی قسط)	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	جنوری	۴۱
''سر اقبال بنام حسین احمد'' (آخری قسط)	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	فروری	۳۷
اسلام کا مطلوب سٹیٹ بھی ہے	مہدی معاویہ	جون	۳۳
بھولی بھکارن بت کدے میں	خانہ بدوش	جون	۴۰
''بسلسلہ اسلامی معاشرہ کو درپیش خطرات''	مولانا عیسیٰ منصوری	جولائی	۳۵

اقبالیات:

علامہ اقبالؒ	شورش کاشمیریؒ	نومبر	۴۵

گفتگو:

ایک شام...... ''اردو نیوز'' جدہ کے نام (سید محمد کفیل بخاری کی گفتگو)	عبدالرؤف طاہر (جدہ)	دسمبر	۳۳

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

فروری: فوائد نافعہ/ بناتِ اربعہ/ حدیث ثقلین/ حضرت ابوسفیانؓ اور اُن کی اہلیہ (مولانا محمد نافع) ۔ص: ۵۵

مارچ: نقش سرسید (ضیاء الدین لاہوری)، تذکرۃ المصنفین (مولانا مفتی ابوالقاسم محمد عثمان القاسمی)، عالم برزخ کے عبرت انگیز واقعات (حافظ مومن خان عثمانی)، حضرت حاجی عبدالرحمٰن (شبیر احمد خان میواتی)، تسہیل فارسی (مولانا مشتاق احمد)، تحفہ سید الابرار ﷺ (محمد سیف اللہ خالد)، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سوانح وافکار (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) ۔ص ۵۸

جون: درس علم وعرفان (مولانا عبدالقیوم حقانی)، فلسفۂ نکاح ومسائلِ طلاق (پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی)، قرآن اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (مولانا محمد ندیم قاسمی)، تذکرہ شہداء بالاکوٹ (مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی)، امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ (ابوالاحسن میاں محمد محبوب الٰہی رضوی)، انکارِ حدیث (مولانا محمد زمان کلاچوی)، مرزا غلام احمد قادیانی کے ''کارنامے'' (نور محمد قریشی ایڈووکیٹ) ۔ص ۴۶

جولائی: ختم نبوت کورس (بلال احمد خان)، مقالات ختم نبوت (مولانا محبوب احمد)، الشرح الشمیر ی (مولانا شمیر الدین

قاسمی)، تاریخی دستاویز (مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی) ۔ص ۴۹

اگست: مفتی محمد عثمان اور اُن کا تذکرۃ المصنفین (سفیر اختر)، قرآن اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (مولانا محمد ندیم قاسمی) ۔ص ۵۰

ستمبر: سرگزشت ہاشمی (قاضی محمد طاہر الہاشمی) ۔ص ۴۹

اکتوبر: نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم (پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی)، مجالس اقبال/ برسبیل سخن (جعفر بلوچ)، تاویلات (انور جمال) ۔ص ۵۱

دسمبر: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ..... سوانح وافکار (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) ۔ص ۵۱

ردّ قادیانیت:

کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ	سیف اللہ خالد	فروری	۴۱
سچے مہدی کی پہچان	مولانا مشتاق احمد	فروری	۴۵
قادیانی ٹولے میں ٹوٹ پھوٹ	عبدالرحمٰن باوا	مارچ	۳۷
مرزا قادیانی کون تھا؟	افتخار احمد	اپریل	۳۱
قادیانی جھگڑے، مباہلہ اور منارۃ المسیح	عبدالرحمٰن باوا	اپریل	۳۳
قادیانیت کی تبلیغ کے لیے نئی بیساکھیاں	حکیم محمد قاسم	مئی	۳۹
انڈونیشیا میں قادیانیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیسے ہوا؟	عبداللہ منتظر	جون	۴۲
''محشر خیال'' اور اس کا قادیانی مرتب عامر سہیل	ادارہ	اگست	۳۹
قادیانی مشن ..... علماء اور دینی قوتوں میں انتشار	ادارہ	اگست	۴۵
ڈنمارک کے مسلمان دھوکہ سے بچیں!	محمد اسلم علی پوری	اگست	۴۷
۷؍ستمبر ..... یوم تحفظ ختم نبوت	عابد مسعود ڈوگر	ستمبر	۲۳

طنز ومزاح:

زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	جنوری	۵۷
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	فروری	۵۱
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	مارچ	۴۳
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	اپریل	۳۵
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	مئی	۳۸
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	جون	۴۵
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	جولائی	۳۴
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	اگست	۵۲
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	ستمبر	۴۱
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	اکتوبر	۳۲

زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	دسمبر	۵۳

شاعری:

حمد باری تعالیٰ	شورش کاشمیریؒ	جنوری	۲۸
نعت رسول مقبول ﷺ	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	۲۹
حج بیت اللہ کو یاد کر کے	سید ابوذر بخاریؒ	جنوری	۳۰
زلزلہ اور اس کے اسباب	پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مجاہد	جنوری	۳۱
حمد باری تعالیٰ	پروفیسر سید اقبال عظیم	فروری	۱۹
نعت رسول مقبول ﷺ	ابوسفیان تائب	فروری	۲۰
پھلواری سبزہ سچا ہے	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	۲۱
حمد باری تعالیٰ	علامہ سید سلیمان ندویؒ	مارچ	۱۱
باغی تتلیاں	مولانا ابوالاسرار رمزی اٹاوی	مارچ	۱۲
۸۔اکتوبر	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	مارچ	۱۴
دنیائے اسلام	علامہ محمد اقبالؒ	اپریل	۱۲
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	۲۶
جنت کی اک ہوا ہے عامر نذیر چیمہ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جون	۱۷
نعتِ انبیاء	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	جولائی	۱۷
لفظوں کی کھیتی باڑی	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جولائی	۱۹
جشنِ آزادی	انوار صدیقی الہ آبادی	اگست	۳۷
نویں تہذیب (پنجابی نظم)	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اگست	۳۸
دعا	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	۷
حق	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	ستمبر	۸
نعت رسول مقبول ﷺ	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	۲۳
بازارِ شریعت میں ترامیم کے انبار	شورش کاشمیریؒ	اکتوبر	۲۴
کیا دولتِ نایاب لُٹی موت کے ہاتھوں؟	انور مسعود	اکتوبر	۲۵
۸۔اکتوبر ۲۰۰۵ء دی یاد (پنجابی نظم)	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اکتوبر	۲۶
اللہ اللہ کرو دوستو	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	نومبر	۲۸
نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	پروفیسر خالد شبیر احمد	نومبر	۳۰
عہدِ حاضر کی لڑکیوں سے کہو	حکیم احمد شجاع ساحر	نومبر	۳۱

بے پروا	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	نومبر	۳۲
تضمین برمصرعۂ اقبال (حمد)	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	دسمبر	۴
گلوبل حمد	پروفیسر عنایت علی خاں	دسمبر	۵
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	۶

بازگشت:

خوشی سے مرنہ جاتے اگر اعتبار ہوتا	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۱۱

تاریخ وتحقیق:

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ	سید ابوذر بخاریؒ	فروری	۸
سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما	سید عطاء المحسن بخاریؒ	فروری	۱۲
امیر المومنین سیدنا عمر کا نصیحت آموز خط......حفاظ وقرأ کے نام	ادارہ	فروری	۱۶
نظمِ عثمانی رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین	فروری	۱۷
خاندانِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بنو ہاشم کی رشتہ داریاں	حکیم محمود احمد ظفر	ستمبر	۲۹

مکاتیب:

جاوید اختر بھٹی بنام مدیر	ادارہ	فروری	۴۷
مولانا عیسیٰ منصوری بنام سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ	ادارہ	مئی	۳۶
مولانا محمد یحیٰی نعمانی بنام مولانا الیاس نعمانی	ادارہ	اکتوبر	۴۷

یادِ رفتگاں:

پروفیسر محمود الحسن قریشی......دوست نما اُستاد	محمد الیاس میراں پوری	مارچ	۴۴
صاحبزادہ طارق محمود رحمتہ اللہ علیہ	محمد اورنگ زیب اعوان	نومبر	۴۷

تاریخ کے جھروکے سے:

مسلم لیگ کی تاریخ کا ایک باب	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	۴۴
احرار کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت اور آپ کا تعاون	سید محمد کفیل بخاری	اکتوبر	۵

سفرنامہ:

تین دن آرزوؤں اور حسرتوں کی سرزمین میں (پہلی قسط)	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	ستمبر	۳۵
تین دن آرزوؤں اور حسرتوں کی سرزمین میں (آخری قسط)	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	اکتوبر	۳۷

انشائیہ:

قصائی	پروفیسر محمود الحسن قریشی مرحوم	اگست	۴۸

ادبیات:

''میّا''......ایک تعارف، ایک تأثر — شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — ستمبر — ۴۴

کہانی:

درد کی دھول — شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — اپریل — ۳۶

روداد:

ممتاز محقق و سکالر سید سلمان ندوی کے سیرت خلفائے راشدین پر لیکچرز — سید صبیح الحسن ہمدانی — اکتوبر — ۶۳

سرگزشت:

پاکستان میں طالبان کے آخری سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی خودنوشت (پہلی قسط) — ترجمہ و تلخیص: فدا محمد عدیل — اکتوبر — ۳۳

پاکستان میں طالبان کے آخری سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی خودنوشت (دوسری قسط) — ترجمہ و تلخیص: فدا محمد عدیل — نومبر — ۵۰

پاکستان میں طالبان کے آخری سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی خودنوشت (تیسری قسط) — ترجمہ و تلخیص: فدا محمد عدیل — دسمبر — ۳۷

مطالعہ مذہب:

ہندومت کا تصورِ روحانیت — مولانا مشتاق احمد — جنوری — ۵۴

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: مظہر نواز خان درانی مرحوم (ملتان ۱۷؍ دسمبر ۲۰۰۵ء)، قاری نور الحق قریشی مرحوم (ملتان۔۱۱؍ دسمبر ۲۰۰۵ء)
حضرت قاری محمد صدیق رحمہ اللہ (فیصل آباد۔۷؍ دسمبر ۲۰۰۵ء)

فروری: مولانا حافظ عبدالرشید ارشد رحمہ اللہ (لاہور۔۱۷؍ جنوری ۲۰۰۶ء)، پروفیسر محمود الحسن قریشی مرحوم (ملتان ۲۴؍ جنوری ۲۰۰۶ء)

اپریل: خان محمد اشرف خان مرحوم (خاکسار تحریک ملتان کے سربراہ)

جون: علامہ محمد احمد لدھیانوی رحمہ اللہ (گوجرانوالہ)، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مرحوم (بہاول پور۔ یکم مئی ۲۰۰۶ء)
عزیز الرحمٰن سندھو مرحوم (ملتان۔۲۹؍ اپریل ۲۰۰۶ء)

اگست: مولانا سعید احمد ضیاء رحمہ اللہ (ملتان۔۱۶؍ جولائی ۲۰۰۶ء)، احمد ندیم قاسمی مرحوم (لاہور ۱۰؍ جولائی ۲۰۰۶ء)
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ مرحوم (ملتان۔۱۰؍ جولائی ۲۰۰۶ء)

ستمبر: حضرت قاری عبداللطیف ملتانی رحمہ اللہ (مدینہ منورہ۔۲۱؍ اگست ۲۰۰۶ء)

دسمبر: پروفیسر محمود خان شیرانی مرحوم (پرنسپل گورنمنٹ کامرس کالج، ملتان)

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لیے رسالے کے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ شکریہ! (سرکولیشن مینجر)

القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم تاریخی پیشکش

جمالِ انورؒ

تذکرہ وسوانح علامہ انور شاہ کشمیریؒ

مولانا عبدالقیوم حقانی

سلسلۂ نسب' ولادت' والدین' تحصیلِ علم' تعلیم وتربیت' تذکرۃ الاساتذہ' دارالعلوم دیوبند میں کسب فیض اور تدریس کا آغاز' کارعلمی تبحر' بے مثال حافظہ' ذوقِ مطالعہ اور حیرت انگیز مطالعاتی یادداشتیں طالبانِ علومِ نبوت پر شفقت' تشجیع وتربیت' تسامح وعنایت' بے تکلفی وظرافت' محدثانہ جلالتِ قدر' تدریسی خصوصیات' تجدیدی کارنامے' محققانہ مباحث' مجتہدانہ افاضات' درسی معارف وافادات' تصنیف وتالیف اور تحقیق کے نادر نمونے وشہ پارے' ذوقِ شعر وادب' افادات' ملفوظات' رُخِ انور کی تابانیاں' حسنِ صورت وسیرت کا مرقع' دلبرانہ ادائیں ومعصومیت' اتباعِ سنت کا اہتمام' خودداری واستغناء اور مخلوقِ خدا پر شفقت' سلوک و تصوف اور صفائے باطن کا اہتمام' احترام واطاعتِ اساتذہ' حضرت گنگوہیؒ سے عشق ومحبت' عبدیت وانابت' معاصی سے اجتناب اور نفرت' عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیانیت کا تعاقب' حضرت امام کشمیریؒ کا سفرِ آخرت' دو تاریخی دستاویزات :١۔مقدمہ بہاولپور کی تفصیلی رپورٹ ٢۔علامہ رشید رضا کی آمد پر علماءِ دیوبند کے عقائد' مسلک ومنہج پر مفصل خطاب۔ صفحات : 298 ...... قیمت : 120 روپے۔

300 روپے بھیجنے پر "جمالِ انورؒ" کے ساتھ ساتھ ماہنامہ "القاسم" بھی ایک سال کے لئے جاری کردیا جائے گا۔

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

فون نمبر 0923-630237 .... فیکس : 0923-630094

جنت میں گھر بنایئے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام
چیچہ وطنی کے زیر انتظام

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی کی تعمیر مسلسل جاری ہے۔ تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بجلی کی وائرنگ کا کام مسلسل جاری ہے۔ **45x60** کے مسجد کے ہال میں مستقبل میں ائرکنڈیشنڈ کے بڑے یونٹ لگانے کے لیے ابھی سے حسب ضرورت زمین دوز وائرنگ کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔ اب تک تقریباً ساٹھ لاکھ روپے سے زائد خرچ ہو چکا ہے جبکہ رنگ روغن، بالائی حصے کے دروازے، ہال کے لکڑی کے مین دروازے منبر و محراب کے کام سمیت متعدد متفرق کام ابھی باقی ہیں۔ جن کے لیے کم از کم بیس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے جبکہ ائرکنڈیشنڈ کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔

الحمدللہ **مرکزی مسجد عثمانیہ** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا یکے بعد دیگرے تیسرا مرکز ہے۔ جو اِن شاءاللہ مستقبل میں اپنی شناخت اور نظریاتی وفکری کام خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے منفرد کردار ادا کرے گا۔ مسجد عثمانیہ کی تکمیل کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز احرار **"مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر"** رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے: ایں سعادت بزورِ بازو نیست

جملہ احباب ومعاونین سے درخواست ہے کہ دعا اور تعاون جاری رکھیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: **2324-9** نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب **انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی** **0300-6939453**

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No:32

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

- دار القرآن
- دار الحدیث
- دار المطالعہ
- دار الاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خریدا گیا جس میں اب دار القرآن، دار الحدیث اور دار المطالعہ کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ احباب سے اپیل ہے کہ حسبِ سابق نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

Designed by
0321-6358191